ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جلد 23 شمارہ 01 جولائی 2025ء - محرم الحرام 1447ھ

جلد 23 شمارہ 01

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

جولائی 2025ء - محرم الحرام 1447ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد ناصر

مولانا طارق محمود

فی شمارہ.................... 50 روپے

سالانہ.................. 500 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

محمد شرجیل جاوید چوہدری

ایڈوکیٹ ہائی کورٹ

0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 500 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ترتیب و تحریر

صفحہ

آئینۂ احوال..................ایران اسرائیل جنگ2025ء.........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط64)..............................صبر ومصابرت، مرابطہ
اورتقوے کا حکم..// // 5

درسِ حدیث..................قیامت سے قبل انہدامِ کعبہ...............// // 16

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات..مفتی محمد رضوان 22

علم کے مینار: ....فقہ مالکی، منہج، تلامذہ،
کتب، مختصر تعارف (اکتیسواں حصہ)..................................مفتی غلام بلال 26

تذکرۂ اولیاء: ....عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور
میں نئی ریاستی اصلاحات (قسط9)...................................مولانا محمد ریحان 30

پیارے بچو!..............................علی کا کھلونا..............................// // 33

بزمِ خواتین....زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ 10)....مفتی طلحہ مدثر 34

آپ کے دینی مسائل کا حل ....روزہ کے ''منافذِ اصلیہ''
کی تحقیق..ادارہ 36

کیا آپ جانتے ہیں؟...''رسومِ افتاء واصولِ افتاء'' پر کلام (قسط5)......مفتی محمد رضوان 45

عبرت کدہ ....حضرت موسیٰ وہارون کی وفات (آخری حصہ)....مولانا طارق محمود 54

طب وصحت...........لُو لگنا(Sun Stroke)اور سر چکرانا........حکیم مفتی محمد ناصر 57

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز...........................// // 59

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال مفتی محمد رضوان

ایران اسرائیل جنگ 2025ء

اسرائیل دراصل، مسلمانوں کا بدترین دشمن ہے، جسے مسلمانوں کے وجود سے سخت نفرت ہے، اور اسرائیل کا موجودہ حکمرانِ اعظم نیتن یاہو، تو دراصل مسلمانوں کے خون کا سخت پیاسا ہے، جس کی پیاس بجھتی ہی نہیں، وہ ہر ہر مسلمان بچے، بوڑھے اور مرد وعورت کے وجود کو ختم کر دینا چاہتا ہے۔

ادھر اسرائیل اور ایران کے درمیان بھی دیرینہ تنازعہ قائم ہے، جس میں ایران، اسرائیل کے وجود کو چیلنج کرتا ہے اور اسرائیل ایران کے جوہری پروگرام کو اپنے وجود کے لیے خطرہ قرار دیتا ہے۔

اسرائیل کی طرف سے ایرانی حمایت یافتہ گروہوں خصوصاً حماس، حزب اللہ کے خلاف مسلح کارروائی اور غزہ، اور نہتے فلسطینیوں پر ظلم وبربریت کے پہاڑ توڑنے کے بعد، بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے، براہِ راست ایران کو نشانہ بنانے اور جارحیت کرنے کا اقدام کیا گیا۔

اسرائیل نے اس مقصد کے تحت 13 جون 2025ء کو ایران کے جوہری پروگرام کو وسعت دینے سے روکنے کے دعوے کے ساتھ ایران کی متعدد تنصیبات پر ناگہانی حملے کیے۔

اسرائیل کی طرف سے ان حملوں کو آپریشن شیرِ برخاستہ کا نام دیا گیا، جس کے نتیجہ میں اسرائیلی افواج اور موساد نے ایران کے جوہری مراکز، عسکری تنصیبات اور شہری علاقوں کو نقصان پہنچایا۔

اسی شب ایران نے آپریشن وعدۂ صادق سوم کے تحت جوابی کارروائی شروع کی، جس میں ایران نے بیلسٹک میزائلوں اور خودکار ڈرونوں کے ذریعے اسرائیل کے فوجی اور انٹیلی جنس مراکز کو نشانہ بنایا۔

اور اس طرح دونوں اطراف سے حملوں کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

اسرائیلی حملوں میں ایران کے کئی سینئر فوجی افسران، سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی کے رہنما، چوٹی کے جوہری سائنس دان اور ایرانی وزارتِ صحت، اور ہزاروں شہری مارے گئے، اور ان حملوں سے

www.idaraghufran.org

عوامی بنیادی ڈھانچوں کو بھی نقصان پہنچا۔

اسرائیل کے ان حملوں کی اسلامی دنیا، چین، روس اور دیگر کئی ممالک نے مذمت کی ،جبکہ بعض مغربی ممالک اور ایران مخالف گروہوں اور امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے حمایت کی۔

اس موقع پر بعض مغربی ممالک نے اس موقف کو دہرایا کہ ایران کو ہرگز جوہری ہتھیار حاصل نہیں کرنے دیے جاسکتے۔

دوسری طرف 21 جون بروز ہفتہ کوایران کی درخواست پر اسلامی تعاون تنظیم (اوآئی سی) کا ہنگامی اجلاس استنبول میں منعقد ہوا، جس میں ایران سے یکجہتی کا اظہار کیا گیا، اوراسرائیلی حملوں کی مذمت کی گئی، جبکہ چین، روس، اور پاکستان سمیت کئی ممالک کی طرف سے پہلے ہی اسرائیلی جارحیت کی مذمت کردی گئی تھی، اورامریکہ کواسرائیل کی حمایت میں جنگ کا حصہ دار بننے پر ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا تھا۔

لیکن ان تمام پہلوؤں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے امریکا کے صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے حکم سے مورخہ 22 جون، اتوار کی علی الصبح ایران کی 3 نیوکلیئر سائٹس فردو، نطنز اور اصفحان پر حملے کرکے جنگ کی آگ کو مزید بھڑکا دیا گیا، جس کے نتیجہ میں ایک مرتبہ پھر عالمی جنگ کے خطرات میں اضافہ ہوگیا۔

اورکشیدگی و جنگ کا یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔

اوراب دیکھیے آگے آگے ہوتا ہے کیا۔

اس موقع پر اسرائیل کوسبق سکھانے اور فلسطین وغزہ، اور دیگر مسلمانوں کے خلاف اسرائیل کے ظلم وستم کوروکنے کے لیے، مسلمانوں کو متحد ہوکر منظّم ومضبوط عملی کارروائی کا آغاز کرنا چاہیے، اورصرف بیان بیازی پر اکتفاء کرنے کے طرزِ عمل سے اجتناب کرنا چاہیے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اگر امتِ مسلمہ متحد ومنظّم ہوکر ہمت وحوصلہ اورتوکل علی اللہ اختیار کرتے ہوئے، عملی اقدامات کرے گی، توان شاءاللہ تعالیٰ فتح ونصرت ان کا مقدر ہوگی۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو متحد ہوکر اسرائیل اوراس کے حمایت کاروں، اورتمام دشمنانِ اسلام کا مؤثر مقابلہ کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین۔

www.idaraghufran.org

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط 64، آیت نمبر 200) مفتی محمد رضوان

صبر و مصابرت، مرابطہ اور تقوے کا حکم

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(سورہ آل عمران، رقم الآیۃ ۲۰۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر کرو تم اور (دشمنوں سے) مقابلے کے وقت ثابت قدم رہو تم، اور پاسبانی کرو تم، اور اللہ سے ڈرو تم، تاکہ تم فلاح پاسکو (سورہ آل عمران)

تفسیر و تشریح

یہ سورۃ آلِ عمران کی آخری آیت ہے، جس میں مسلمانوں کو چند اہم چیزوں کا حکم دیا گیا ہے، اس میں مومنوں کو یہ تعلیم دی گئی کہ وہ تکالیف ومصائب، اور اللہ کے احکام پر عمل پیرا ہونے، اور گناہوں سے بچنے کے لئے صبر کریں، اور جب کفار سے مقابلہ ہو، تو ثابت قدم رہیں، اوران سے مقابلہ اور سرحدوں کی حفاظت کے لئے مستعد رہیں اور اللہ سے ڈرتے، اور تقویٰ اختیار کرتے رہیں، تاکہ وہ دنیاوآخرت کی فلاح وکامیابی حاصل کرسکیں۔

مذکورہ آیت میں مومنوں کو چار چیزوں کا حکم دیا گیا ہے، جن میں پہلی چیز صبر کرنا، اور دوسری چیز ثابت قدم رہنا، تیسری چیز کفار وشر پسندوں سے اسلامی سرحدوں وملکوں کی حفاظت ونگرانی کرنا، اور دوسرے حفاظت والے اسباب اختیار کرنا، اور چوتھی چیز تقویٰ اختیار کرنا ہے، جو پہلی تین چیزوں کی قبولیت، بلکہ ہر نیک عمل کے لئے بھی لازم ہے۔

صبر کے معنیٰ روکنے اور باندھنے کے ہیں اور قرآن وسنت میں نفس کو ناپسندیدہ چیزوں پر جمائے رکھنے کو صبر کہا جاتا ہے، جس کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم طاعات پر صبر کرنا: یعنی جن کاموں کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے، ان پر عمل کرنے کے لئے نفس کو ناگوار چیزوں پر جمائے رکھنا۔

www.idaraghufran.org

دوسری قسم گناہوں سے رکنے پر صبر کرنا: یعنی جن چیزوں سے اللہ اور اس کے رسول نے منع فرمایا ہے، ان سے بچنے کے لئے نفس کو ناگواری پر روکنا۔

تیسری قسم مصائب وتکالیف پر صبر کرنا: یعنی مصیبت وتکلیف کے وقت شرعی حدود میں رہنا اور تکلیف ومصیبت کو اللہ کی طرف سے سمجھ کر نفس کو بے قابو ہونے سے روکنا۔

اور مصابرت، دراصل لفظِ صبر سے ہی بنا ہے، اس کے معنیٰ ہیں دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنا۔

اور مرابطہ، لفظِ ربط سے بنا ہے، جس کے اصل معنیٰ باندھنے کے ہیں۔

اس سے مراد اسلامی ملک کی پاسبانی اور نگرانی کرنا ہے، اور جو عمل کفار کے مقابلہ، اور ان کے دفاع وحفاظت میں داخل ہو، وہ بھی ایک طرح سے اس میں داخل ہے، جیسا کہ کفار کے مقابلہ، اور ان سے حفاظت کے لئے گھوڑے، ٹینک اور ہر زمانہ کے جہاد کے آلات، اور اگر کسی کے لئے یہ عمل مشکل ہو، تو اس کے لئے نماز کا انتظار کرنے سے بھی یہ فضیلت حاصل ہوجاتی ہے۔

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ، اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ (سورۃالانفال، رقم الآیۃ ٦٠)

ترجمہ: اور تم ان (دشمنوں) کے لئے اپنی استطاعت کے مطابق قوت حاصل کرو، اور پلے ہوئے تیار گھوڑے (اسلحہ اور ٹینک وغیرہ) بھی، جن کے ذریعہ سے تم ڈراؤ اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اور ان کے علاوہ دوسروں کو جنہیں تم نہیں جانتے، اللہ ان کو جانتا ہے (سورہ انفال)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

طُوْبٰى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، أَشْعَثَ رَأْسُهٗ، مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ، إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ (صحیح البخاری، رقم الحدیث ٢٨٨٧)

ترجمہ: خوشخبری ہے اس بندے کے لئے جو اپنے گھوڑے (یا بندوقوں وغیرہ) کی لگام اللہ کی راہ میں پکڑے ہوئے ہو، اس کے سر کے بال پراگندہ اور پاؤں گردآلود ہوں اگر وہ پاسبانی (وسرحد کی نگرانی) پر مقرر ہو، تو وہاں پاسبانی کرے، اور اگر پیچھے (یعنی ملک کے اندر پاسبانی کے لئے) مقرر ہو تو وہاں پاسبانی کرے، اور اگر وہ (خود سے کسی جگہ جانے کی) اجازت طلب کرے تو اس کو اجازت نہ ملے (یعنی خود سے اسے اپنی منشاء و مرضی کے مطابق کام کے انتخاب کی اجازت نہ ہو) اور اگر وہ کسی (کے ساتھ رہنے یا اپنے ساتھ کسی کو رکھنے وغیرہ) کی سفارش کرے، تو اس کی سفارش نہ مانی جائے (بخاری)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: رِبَاطُ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ صِیَامِ شَھْرٍ وَقِیَامِہٖ، وَإِنْ مَاتَ جَرٰی عَلَیْہِ عَمَلُہُ الَّذِیْ کَانَ یَعْمَلُہٗ، وَأُجْرِیَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ، وَأَمِنَ الْفَتَّانَ (مسلم، رقم الحدیث ۱۹۱۳ "۱۶۳")

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دن اور رات پاسبانی کا ثواب ایک ماہ کے روزوں اور ایک ماہ (رات) کے قیام (یعنی عبادت) سے افضل ہے اور اگر پاسبانی کرنے والا فوت ہو گیا تو اس کا وہ عمل (یعنی اس کا ثواب) جاری رہے گا جو وہ (زندگی میں) کیا کرتا تھا اور اس کا رزق بھی (قبر میں) جاری کیا جائے گا اور اس کو قبر کے فتنہ (وآزمائش) سے محفوظ رکھا جائے گا (مسلم)

حضرت ابنِ ابی زکریا خزاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ سَلْمَانَ الْخَیْرِ، أَنَّہٗ سَمِعَہٗ وَھُوَ یُحَدِّثُ شُرَحْبِیْلَ بْنَ السِّمْطِ وَھُوَ مُرَابِطٌ عَلَی السَّاحِلِ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ رَابَطَ یَوْمًا أَوْ لَیْلَۃً کَانَ لَہٗ کَصِیَامِ شَھْرٍ لِلْقَاعِدِ، وَمَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، أَجْرَی اللّٰہُ لَہٗ أَجْرَہُ الَّذِیْ کَانَ یَعْمَلُ: أَجْرَ صَلَاتِہٖ وَصِیَامِہٖ وَنَفَقَتِہٖ، وَوُقِیَ مِنْ فَتَّانِ الْقَبْرِ، وَأَمِنَ مِنَ الْفَزَعِ الْأَکْبَرِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۷۲۷)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: انہوں نے حضرت سلمان خیر رضی اللہ عنہ سے شرحبیل بن سبط کے ساحل پر پاسبانی کرتے ہوئے ہونے کی حالت میں سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ایک دن یا ایک رات کے لئے اسلامی ملک کی پاسبانی کرتا ہے، تو یہ ایسا ہے، جیسا کہ کوئی بیٹھ کر ایک مہینہ کے روزے رکھے، اور جو شخص اللہ کے راستہ میں پاسبانی کرتے ہوئے فوت ہو جائے، تو اللہ اس کا اجر وثواب جاری رکھتا ہے اور اس کے نیک اعمال مثلاً نماز، روزہ اور (نیک جگہ) خرچ کرنے کا اجر وثواب بھی جاری رکھتا ہے، اور اسے قبر کی آزمائش (وفتنہ) سے محفوظ رکھا جاتا ہے، اور وہ (قیامت کی) بڑی گھبراہٹ سے بھی محفوظ رہے گا (مسند احمد)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : كُلُّ الْمَيِّتِ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهٖ إِلَّا الْمُرَابِطَ، فَإِنَّهُ يَنْمُوْ لَهُ عَمَلُهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيُؤَمَّنُ مِنْ فَتَّانِ الْقَبْرِ

(سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث ۲۵۰۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص کا عمل اس کے مرنے پر ختم کر دیا جاتا ہے مگر اسلامی ملک کی پاسبانی (وچوکیداری) کرنے والے کا عمل قیامت تک برابر بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کے فتنہ (وعذاب) سے بھی محفوظ رہتا ہے (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَجْرٰى عَلَيْهِ أَجْرَ عَمَلِهِ الصَّالِحِ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ، وَأَجْرٰى عَلَيْهِ رِزْقَهُ، وَأَمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ، وَبَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ آمِنًا مِنَ الْفَزَعِ (سنن ابنِ ماجہ، رقم الحدیث ۲۷۶۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ کے راستہ میں پاسبانی (وچوکیداری) کرنے کی حالت میں فوت ہوا، تو وہ جو بھی نیک عمل کرتا تھا، اللہ اس (کے نیک اعمال) کا اجر وثواب جاری فرما دیں گے، اور اللہ اس کا رزق بھی (قبر اور

جنت میں) جاری فرما دے گا اور وہ قبر کی آزمائش (وفتنہ) سے مامون ومحفوظ رہے گا اور اللہ قیامت کے دن اسے خوف وگھبراہٹ سے مطمئن (ہونے کی حالت میں) اٹھائے گا (ابنِ ماجہ)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَرْبَعٌ تَجْرِىْ عَلَيْهِمْ اُجُوْرُهُمْ بَعْدَ الْمَوْتِ: رَجُلٌ مَاتَ مُرَابِطًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَرَجُلٌ عَلَّمَ عِلْمًا فَاَجْرُهٗ يَجْرِىْ عَلَيْهِ مَاعُمِلَ بِهٖ، وَرَجُلٌ اَجْرىٰ صَدَقَةً فَاَجْرُهَا يَجْرِىْ عَلَيْهِ مَاجَرَتْ عَلَيْهِمْ، وَرَجُلٌ تَرَكَ وَلَدًا صَالِحًا يَدْعُوْ لَهٗ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٢٣١٨)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ چار طرح کے کام ایسے ہیں، کہ ان پر انسان کو فوت ہونے کے بعد برابر اجر وثواب ملتا رہتا ہے، ایک تو وہ شخص ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہرہ دینے کی حالت میں فوت ہوگیا، اور دوسرا شخص وہ ہے کہ جس نے کسی کو علم سکھایا تو اس کا اجر سکھانے والے کو برابر ملتا رہے گا، جب تک اس علم پر عمل کیا جاتا رہے گا، اور تیسرا شخص وہ ہے کہ جس نے کوئی صدقہ جاریہ کیا تو اس صدقہ کا اجر وثواب جب تک وہ جاری رہے گا، اس کو برابر ملتا رہے گا، اور چوتھا شخص وہ ہے کہ جس نے نیک صالح اولاد چھوڑی اور وہ اس کے لئے دعاء کرتی رہے (مسند احمد)

حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: حُرِّمَتْ عَيْنٌ عَلَى النَّارِ سَهِرَتْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (سنن النسائى، رقم الحديث ٣١١٧)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس آنکھ پر جہنم کی آگ حرام ہے، جو اللہ کے راستے میں جاگتی ہے (نسائی، مسند احمد، حاکم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

www.idaraghufran.org

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۶۳۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو آنکھیں ایسی ہیں کہ انہیں آگ نہیں چھو سکتی، ایک وہ کہ جو اللہ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ کہ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزار دی (ترمذی)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا (بخاری، رقم الحدیث ۲۸۹۲)

ترجمہ: اللہ کے راستہ میں ایک دن پاسبانی کرنا (اور پہرہ دینا) دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اس سے بہتر ہے (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رِبَاطُ يَوْمٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهٖ (مسند احمد، رقم الحدیث ۶۶۵۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اللہ کی راہ میں) ایک دن پاسبانی کرنا (اور پہرہ دینا) پورے مہینہ کے روزہ اور (ایک مہینہ تک راتوں کو) قیام کرنے سے بہتر ہے (مسند احمد)

حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ السِّمْطِ أَنَّهُ مَرَّ عَلَيْهِ سَلْمَانُ وَهُوَ مُرَابِطٌ، فَقَالَ: مَا تَصْنَعُ هَا هُنَا يَا شُرَحْبِيْلُ؟ فَقَالَ شُرَحْبِيْلُ: أُرَابِطُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، قَالَ سَلْمَانُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ رِبَاطُ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهٖ (ابن حبان، رقم الحدیث ۴۶۲۳)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: حضرت شرحبیل بن سبط سرحد کا پہرہ دے رہے (یعنی پاسبانی کررہے) تھے، تو ان کے پاس سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ گزرے، تو انہوں نے فرمایا کہ اے شرحبیل! آپ یہاں کیا کررہے ہو، تو حضرت شرحبیل نے کہا کہ میں اللہ کے راستہ میں پہرہ دے رہا (اور پاسبانی کررہا) ہوں، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک دن، یا ایک رات کی پاسبانی، ایک مہینہ کے روزوں اور ایک مہینہ کے (رات کے) قیام (وعبادت) سے بہتر ہے (ابن حبان)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِلَيْلَةٍ أَفْضَلَ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ؟ حَارِسٌ حَرَسَ فِيْ أَرْضِ خَوْفٍ، لَعَلَّهُ أَنْ لَا يَرْجِعَ إِلٰى أَهْلِهِ (مسند الرويانى، رقم الحديث ۱۴۰۹، المستدرك للحاكم، رقم الحديث ۲۴۲۴) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی رات کے بارے میں نہ بتاؤں جو کہ لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے؟ وہ پہرہ دینے (اور پاسبانی کرنے) والا شخص ہے، جو (دشمن) کے خوف والی زمین میں پہرہ دے (اور پاسبانی کرے) شاید کہ وہ اپنے گھر والوں کی طرف نہ لوٹ سکے (مسند رویانی، حاکم)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص اسلامی ملک کے ایسے حصہ وخطہ میں ایک رات پاسبانی ونگرانی کرے، کہ جہاں ہر وقت دشمن کی طرف سے جان کو خطرہ لاحق ہو، ایسی ایک رات کا پہرہ وپاسبانی، لیلۃ القدر کی عبادت سے بھی زیادہ فضیلت کا سبب ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ (نسائى، رقم الحديث ۳۱۶۹، ترمذى، رقم الحديث ۱۶۶۷)

---

[1] قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط البخارى ولم يخرجاه وقد أوقفه وكيع بن الجراح، عن ثور وفى يحيى بن سعيد قدوة.

و قال الذهبى: على شرط البخارى :

www.idaraghufran.org

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ایک دن اللہ کے راستہ میں نگرانی (وچوکیداری اور پاسبانی) کرنا اس کے علاوہ کے ہزار دنوں (کی عبادت) کے درجات سے افضل ہے (نسائی)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : حَرَسُ لَيْلَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى أَفْضَلُ مِّنْ أَلْفِ لَيْلَةٍ يُقَامُ لَيْلُهَا ، وَيُصَامُ نَهَارُهَا (مسنداحمد،رقم الحديث ٤٣٣، مستدرک للحاکم، رقم الحديث ٢٤٢٦) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک رات پہرہ دینا، ایسی ہزار راتوں سے بہتر ہے کہ جن کی راتوں میں عبادت کی جائے، اور دن میں روزہ رکھا جائے (مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات ایک رات کی پاسبانی وچوکیداری، ہزار مہینوں کے روزے رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے سے افضل ہو جاتی ہے۔

اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ فِي الرِّبَاطِ، فَفَزِعُوْا إِلَى السَّاحِلِ، ثُمَّ قِيْلَ : لَا بَأْسَ، فَانْصَرَفَ النَّاسُ وَأَبُوْهُرَيْرَةَ وَاقِفٌ، فَمَرَّ بِهٖ إِنْسَانٌ فَقَالَ: مَا يُوْقِفُكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَوْقِفُ سَاعَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ عِنْدَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ (صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ٤٦٠٣) [2]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سرحد کی نگرانی (وچوکیداری اور پاسبانی) کر رہے تھے، تو لوگ گھبرا کر ساحل کی طرف گئے، پھر کہا گیا کہ کچھ نہیں ہے، تو لوگ واپس لوٹ

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حسن (حاشية مسند احمد)

و قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه. وقال الذهبي: صحيح.

[2] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية ابنِ حبان)

www.idaraghufran.org

کرآ گئے، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی جگہ ٹھہرے رہے، آپ کے قریب سے ایک انسان گزرا، اور اس نے کہا کہ اے ابو ہریرہ! آپ یہاں کیوں ٹھہرے ہوئے ہیں، تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ کے راستہ میں ایک ساعت (یعنی ایک گھڑی) ٹھہرنا حجرِ اسود کے قریب لیلۃُ القدر میں قیام کرنے سے افضل ہے (ابنِ حبان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات ایک ساعت اور ایک گھڑی کی پاسبانی حجرِ اسود کے قریب لیلۃُ القدر کی عبادت سے بھی بڑھ جاتی ہے۔

مختلف احادیث میں جو اسلامی ملک میں، یا اس کی سرحد پر ایک دن یا ایک رات نگرانی و پاسبانی کرنے کی فضیلتوں میں باہم فرق آیا ہے، یہ فرق مختلف حالات پر مبنی ہے، مثلاً یہ کہ شدید ضرورت یا دشمن کی طرف سے حملہ کے وقت یا مشکل جگہ میں ایک دن یا ایک رات بلکہ اس سے بھی کم وقت کے لئے نگرانی و پاسبانی کرنے کی فضیلت عام حالات میں، یا آسان جگہ میں ایک دن، یا ایک رات نگرانی و پاسبانی کرنے سے افضل ہے، اور بعض اوقات اخلاص کے کم اور زیادہ ہونے کی وجہ سے بھی ثواب میں کمی، زیادتی کا فرق پڑ جاتا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتنہ کے دور سے متعلق یہ ارشاد مروی ہے کہ:

فَعَلَيْكُمْ بِالْجِهَادِ، وَإِنَّ أَفْضَلَ جِهَادِكُمُ الرِّبَاطُ، وَإِنَّ أَفْضَلَ رِبَاطِكُمْ عَسْقَلَانُ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ١١١٣٨) [1]

ترجمہ: پس تم پر جہاد لازم ہے، اور تمہارا افضل جہاد (اسلامی ملک) کی پاسبانی (کرنا) ہے، اور تمہاری افضل سرحد عسقلان ہے (طبرانی)

معلوم ہوا کہ اسلامی ملک کی پاسبانی افضل جہاد ہے، اور عسقلان شام میں واقع ہے، جس کی سرحد کی

[1] قال الهيثمی:
رواه الطبرانی ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨٩٦٤، باب كيف بدأت الإمامة وما تصير إليه والخلافة والملك)

www.idaraghufran.org

پاسبانی کے افضل ہونے کی وجہ شریعت کی نظر میں اس مقام کی مخصوص اہمیت کا ہونا ہے۔

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَـمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ وَجُبَيْرَ بْنَ نُفَيْرٍ يَقُوْلَانِ : يَـأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ أَفْضَلُ الْـجِهَـادِ الـرِّبَاطُ، فَقُلْتُ: وَمَـا ذٰلِكَ ؟ قَالَ: إِذَا انْـطَـاطَ الْغَزْوُ وَكَثُرَتِ الْـغَـرَائِـمُ وَاسْتُحِلَّتِ الْغَنَائِمُ فَأَفْضَلُ الْجِهَادُ يَوْمَئِذٍ الرِّبَاطُ (مصنف ابنِ ابی شیبة،رقم الحديث ١٩٨٠٧)

ترجمہ: میں نے حضرت ابو امامہ اور حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جس میں افضل جہاد سرحدوں کی نگرانی و پاسبانی کرنا ہوگا، میں نے عرض کیا کہ یہ کب ہوگا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جب غزوہ اور جہاد کا سفر دور دراز ہو جائے گا، اور خیانتوں کی کثرت ہو جائے گی، اور غنیمت کے مالوں کو حلال سمجھ لیا جائے گا، تو اس وقت میں افضل جہاد سرحدوں کی نگرانی (وچوکیداری اور پاسبانی) کرنا ہوگا (ابنِ ابی شیبہ)

معلوم ہوا کہ اسلامی ملک کی حفاظت و پاسبانی افضل جہاد ہے، بالخصوص جب فتنوں کا دور دورہ ہو، اور جہاد وقتال کا سفر لمبا ہو جائے، جس کو طے کرنا مشکل ہو، اُس وقت ملک کی دشمنوں، باغیوں اور فسادیوں سے حفاظت و پاسبانی کرنا افضل جہاد میں داخل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

اور مختلف احادیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اسلامی ملک کی دشمنوں، باغیوں اور دہشت گردوں سے حفاظت و پاسبانی کرنا کوئی دنیاوی پیشہ نہیں، بلکہ انتہائی نیکی اور عظیم عبادت والا کام ہے، جس سے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والا امیر و غریب عام مسلمان بھی مستفید ہوسکتا ہے۔

اور اگر کچھ لوگوں کو حکومت کی طرف سے اس خدمت کے لئے مامور و مقرر کیا جائے، اور اُن کو اس خدمت پر وظیفہ اور معاوضہ بھی دیا جائے، لیکن وہ خدمت گار کارندے اس کام کو جذبہ، لگن اور امانت و دیانت کے ساتھ عبادت سمجھ کر انجام دیں، تو بھی وہ اجر و ثواب سے محروم نہیں ہوں گے،

www.idaraghufran.org

جس میں فوج، پولیس، ملک کے دفاعی اداروں اوراس طرح کے دوسرے محکموں سے تعلق رکھنے والے سب افراد داخل ہیں۔

اسلامی ملک کا ہر باشندہ اوربطورِخاص ہرکارندہ اسلامی ملک کی دشمنوں، باغیوں اوردہشت گردوں سے حفاظت وپاسبانی کی خدمت عبادت اوراخلاص کے جذبہ کے تحت کرے گا،تو امید ہے کہ مسلمانوں کے ممالک نہ صرف دشمنوں، باغیوں اوردہشت گردوں کے حملوں سے محفوظ ہوجائیں گے، بلکہ مثالی امن وسکون بھی قائم ہوجائے گا۔

اور جوشخص عملی طور پر اسلامی سرحدوں کی پاسبانی نہ کرسکے،اور نہ ہی جہاد وقتال کی قدرت ،یا ضرورت ہو،تو نماز کا انتظار کرنے سے بھی یہ فضیلت حاصل ہوجاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :أَلا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ :إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ(صحيح مسلم،رقم الحديث ۲۵۱"۴۱")

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو وہ عمل نہ بتلا دوں،جس کے ذریعہ اللہ،خطاؤں کو مٹا دیتا،اوردرجات کو بلند کردیتا ہے۔

صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! بتا دیجئے،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ناپسند ہونے کے حالات میں وضو کواچھی طرح کرنا،اورمساجد کی طرف زیادہ قدم رکھنا،اورایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا،اوریہ''رباط'' ہے(صحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے سے بھی''رباط'' کی فضیلت حاصل ہوجاتی ہے،ورنہ عام حالات میں اصل فضائل تو اسلامی سرحدوں کی حفاظت ہی سے حاصل ہوتے ہیں،جن کے متعلق کئی احادیث موجود ہیں۔

(كذافي:فتح البارى شرح صحيح البخارى،ج٦،ص٨٥،كتاب الجهاد،قوله باب فضل رباط يوم فى سبيل الله)

www.idaraghufran.org

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

قیامت سے قبل انہدامِ کعبہ

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے کعبہ وبیت اللہ کو ویران ومنہدم کردیا جائے گا، جس کے بعد وہ پھر کبھی آباد نہیں ہوسکے گا، اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُبَايَعُ لِرَجُلٍ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، وَلَنْ يَّسْتَحِلَّ الْبَيْتَ إِلَّا أَهْلُهُ، فَإِذَا اسْتَحَلُّوْهُ فَلَا تَسْأَلْ عَنْ هَلَكَةِ الْعَرَبِ، ثُمَّ تَأْتِي الْحَبَشَةُ فَيُخَرِّبُوْنَهُ خَرَابًا لَا يَعْمُرُ بَعْدَهُ أَبَدًا، وَهُمُ الَّذِيْنَ يَسْتَخْرِجُوْنَ كَنْزَهُ (مسند احمد، رقم الحديث ٧٩١٠) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی کے لئے رکنِ یمانی اور مقامِ ابراہیم کے درمیان میں بیعت لی جائے گی، اور بیت اللہ کو اس کے اہل (یعنی مسلمان) ہی حلال کریں گے (یعنی جن چیزوں کو اللہ نے وہاں حرام کیا، ان کاموں کو کریں گے) پس جب وہ اس (بیتُ اللہ میں حرام کردہ چیزوں) کو حلال کرلیں گے، تو اس کے بعد تم عرب کی ہلاکت کا نہ پوچھو (کیا بنے گا) جس کے بعد حبشی لوگ آجائیں گے، اور وہ بیتُ اللہ میں ایسی تخریب کاری کریں گے، جس کے بعد وہ کبھی بھی آباد نہیں ہوسکے گا، اور یہی حبشی ایسے ہوں گے، جو اس (بیتُ اللہ) کے خزانہ کو باہر نکال لیں گے (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين غيرَ سعيد بن سمعان، فقد روى له البخارى فى "القراء ة خلف الإمام" وأصحابُ السنن غيرَ ابن ماجه، وهو ثقة (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ يَظْهَرُ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ عَلَى الْكَعْبَةِ، قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: فَيَهْدِمُهَا (مسند احمد، رقم الحديث ٨٠٩٤) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں کعبہ پر دو چھوٹی پنڈلیوں والا (حقیر وکمینہ) شخص غلبہ پالے گا، ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ غالباً یہ بھی فرمایا کہ وہ (شخص) کعبہ کو منہدم بھی کردے گا (مسند احمد)

اور صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ (صحيح البخارى، رقم الحديث ١٥٩١، كتاب الحج، باب قول الله تعالى: جعل الله الكعبة البيت الحرام قياما للناس والشهر الحرام)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کعبہ کو حبشہ کا ایک چھوٹی پنڈلیوں والا (حقیر وکمینہ) آدمی خراب (اور ویران) کردے گا (بخاری)

ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اُتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوْكُمْ، فَإِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٣١٥٥) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم حبشہ کے لوگوں کو اس وقت تک چھوڑے رکھو، جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں، کیونکہ کعبہ کے خزانہ کو صرف حبشہ کا ایک چھوٹی پنڈلیوں والا (حقیر وکمینہ) آدمی ہی باہر نکالے گا (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

[2] قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن في الشواهد (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَالَ:اُتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوكُمْ، فَإِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ (المستدرک للحاکم،رقم الحدیث ۸۳۹۶، کتاب الفتن والملاحم) ۱ؕ

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حبشہ کے لوگوں کو اس وقت تک چھوڑے رکھو، جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں، کیونکہ کعبہ کے خزانہ کو صرف حبشہ کا ایک چھوٹی پنڈلیوں والا (حقیر وکمینہ) آدمی ہی باہر نکالے گا(حاکم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ أَسْوَدَ أَفْحَجَ، يَنْقُضُهَا حَجَرًا حَجَرًا،يَعْنِي الْكَعْبَةَ (مسند احمد ،رقم الحدیث ۲۰۱۰) ۲ؕ

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گویا کہ میں کالے،دونوں پنڈلیوں کے درمیان فاصلہ والے شخص کو دیکھ رہا ہوں، جو اس کعبہ کو پتھر پتھر کر کے توڑ دے گا(مسند احمد)

اسی طرح کی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۳ؕ

بیتُ اللہ میں اس طرح تخریب کاری کی واردات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد رونما

۱ؕ قال الحاکم:هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه.
وقال الذهبي في التلخيص:صحيح.

۲ؕ قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين(حاشية مسند احمد)

۳ؕ عن أبي العالية، عن علي رضي الله عنه قال: " استكثروا من الطواف بهذا البيت ما استطعتم من قبل أن يحال بينكم وبينه، فكأني أنظر إليه أصعل أصمع يهدمها بمسحاته "وقال سفيان: الصمع في الآذان، والصعل في الرأس: صغر الرأس(أخبار مكة، للفاكهي، ج ۱ ص ۱۹۴ ،رقم الحديث ۳۱۳،ذكر الطواف بالكعبة والصلاة، وما يؤمر به فيه من الصمت)

أخبرنا الشيخ أبو بكر بن إسحاق الفقيه، أنبأ علي بن عبد العزيز، ثنا يحيى بن عبد الحميد، ثنا حصين بن عمر الأحمسي، ثنا الأعمش، عن إبراهيم التيمي، عن الحارث بن سويد، قال: سمعت عليا، رضي الله عنه، يقول: حجوا قبل أن لا تحجوا ، فكأني أنظر إلى حبشي أصمع أفدع بيده، معول يهدمها حجرا حجرا، فقلت له شيء تقوله برأيك أو سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا والذي فلق الحبة، وبرأ النسمة، ولكني سمعته من نبيكم صلى الله عليه وسلم(المستدرك للحاكم،رقم الحديث ۱۶۴۶ ، كتاب المناسك)

www.idaraghufran.org

ہوگی، جب کفر وضلالت کا غلبہ ہوجائے گا، کیونکہ دوسری احادیث میں یہ بات مذکور ہے کہ یاجوج وماجوج کے خروج کے بعد بھی بیت اللہ کا حج وعمرہ کیا جائے گا،اور عیسیٰ علیہ السلام بھی حج، یاعمرہ، یادونوں کریں گے،اوران کے دور میں ہی یاجوج وماجوج کا خروج اوران کی ہلاکت ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَهْبِطَنَّ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، وَإِمَامًا مُقْسِطًا وَلَيَسْلُكَنَّ فَجًّا حَاجًّا، أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ بِنِيَّتِهِمَا وَلَيَأْتِيَنَّ قَبْرِىْ حَتّٰى يُسَلِّمَ وَلَأَرُدَّنَّ عَلَيْهِ (المستدرک للحاکم،رقم الحدیث ۴۱۶۲،کتاب تواریخ المتقدمین من الأنبیاء والمرسلین،ذکر نبی اللہ وروحه عیسی ابن مریم صلوات اللہ وسلامه علیهما) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور بالضرور عیسیٰ بن مریم انصاف پسند عادل حکمران، اور منصف امام بن کرنازل ہوں گے، اور وہ ضرور بالضرور کشادہ راستہ پر حج، یا عمرہ، یا ان دونوں کی نیت سے چلیں گے، اور وہ ضرور بالضرور میری قبر پر حاضر ہوکر سلام بھی پیش کریں گے، اور میں ضرور بالضرور ان کو جواب دوں گا (حاکم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُحَجَّ الْبَيْتَ (صحیح ابنِ حبان،رقم الحدیث ۶۷۵۰،تابع کتاب التاریخ،باب إخباره صلی اللہ علیه وسلم عما یکون فی أمته من الفتن والحوادث) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ بیتُ اللہ کا حج نہیں کیا جائے گا (ابنِ حبان)

---

[1] قال الحاکم:هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه بهذه السیاقة.
وقال الذهبی فی التلخیص:صحیح.

[2] قال شعیب الارنؤوط:إسناده صحیح علی شرط الشیخین(حاشیة صحیح ابنِ حبان)

www.idaraghufran.org

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيُحَجَّنَّ الْبَيْتُ وَلَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوْجِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ (صحيح البخاری،رقم الحديث ١٥٩٣، كتاب الحج، باب قول الله تعالى: جعل الله الكعبة البيت الحرام قياما للناس والشهر الحرام)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج وماجوج کے خروج کے بعد بیت اللہ کا حج، اور عمرہ ضرور کیا جائے گا (بخاری)

اور مستدرک حاکم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَيُحَجَّنَّ الْبَيْتُ وَلَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوْجِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ، فَإِنَّهُ يُمَكِنُ أَنْ يَّحَجَّ وَيُعْتَمَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَنْقَطِعُ الْحَجُّ بِمَرَّةٍ (المستدرك للحاكم،رقم الحديث ٨٣٩٩، كتاب الفتن والملاحم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج وماجوج کے خروج کے بعد ضرور بیت اللہ کا حج، اور عمرہ کیا جاتا رہے گا، اس لیے کہ اس کے بعد حج اور عمرہ ممکن (وجاری) ہوگا، پھر یکلخت حج منقطع ہوجائے گا (مستدرک حاکم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

إِنَّ مِنْ آخِرِ أَمْرِ الْكَعْبَةِ أَنَّ الْحَبَشَ يَغْزُوْنَ الْبَيْتَ فَيَتَوَجَّهُ الْمُسْلِمُوْنَ نَحْوَهُمْ، فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ رِيْحًا أَثَرُهَا شَرْقِيَّةٌ، فَلَا يَدَعُ اللّٰهُ عَبْدًا فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ تُقًى إِلَّا قَبَضَتْهُ، حَتّٰى إِذَا فَرَغُوْا مِنْ خِيَارِهِمْ بَقِيَ عَجَاجٌ مِنَ النَّاسِ، لَا يَأْمُرُوْنَ بِمَعْرُوْفٍ وَلَا يَنْهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ، وَعَمَدَ كُلُّ حَيٍّ إِلٰى مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُهُمْ مِنَ الْأَوْثَانِ فَيَعْبُدُهُ، حَتّٰى يَتَسَافَدُوْا فِي الطُّرُقِ كَمَا تَتَسَافَدُ الْبَهَائِمُ، فَتَقُوْمُ عَلَيْهِمُ السَّاعَةُ، فَمَنْ أَنْبَأَكَ عَنْ

---

[1] قال الذهبی فی التلخیص: صحیح.

www.idaraghufran.org

شَیْءٍ بَعْدَ هٰذَا فَلَا عِلْمَ لَهٗ (المستدرک للحاکم،رقم الحدیث ۸۵۴۲، کتاب الفتن والملاحم) [1]

ترجمہ: یقیناً کعبہ (شریف) کا آخری امر یہ ہوگا کہ حبشی لوگ بیتُ اللہ پر یلغار کریں گے،تو مسلمان ان کے مقابلے میں آئیں گے، پھراللہ ان (اہلِ ایمان) پرایک ہوا بھیجے گا، جومشرقی ہوا ہوگی، پس جس بندے کے دل میں ذرہ بھربھی ایمان ہوگا،تو اس ہوا کے اثر سے اللہ اس کی روح کوقبض فرمالے گا، یہاں تک کہ جب چنے ہوئے اور منتخب لوگوں سے دنیا خالی ہوجائے گی،تو بے کار قسم کے لوگ باقی رہ جائیں گے، جو نہ نیکی کا حکم کریں گے،اور نہ برائی سے روکیں گے،اور ہرقوم،قبیلہ(ہرشخص)اپنے آباؤ اجدادوالے سابقہ دین (یعنی کفروشرک)بُت پرستی کی طرف لوٹ جائے گا، یہاں تک کہ یہ لوگ راستوں پر باہم اس طرح جفتی وملاپ کریں گے،جس طرح چوپائے کھلے عام جفتی وملاپ کرتے ہیں، پھرانہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی، پس جوکوئی اس کے بعد تجھے کوئی اور(ان پیشینگوئیوں کے برخلاف)خبردے،تو وہ لاعلم ہے(اس جاہل کی بات کا کوئی اعتبار نہیں)(حاکم)

معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے،اوراس کے قائم ہونے سے کچھ پہلے بیتُ اللہ وکعبہ کوخراب اور ویران کردیا جائے گا،اورحج وعمرہ موقوف ہوجائے گا۔نعوذ باللّٰہ منہ۔

[1] قال الحاکم:صحیح الإسناد علی شرطھما موقوف.
و قال الذھبی فی التلخیص: علی شرط البخاری ومسلم موقوف.

قربِ قیامت وفتنوں کا ظہور (جلد اول)

قیامت سے پہلے اوراس کے قریب واقع ہونے والی علامات اورفتنوں کے متعلق،قرآن مجیداوراحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں تفصیلات وتشریحات اور ہدایات،قیامت کی بعیدی،قریبی اورمتوسط علامات پر مفصل ومدلل کلام،معتبروغیرمعتبراحادیث وروایات کی نشاندہی اورفتنوں سے حفاظت کی تحقیق

قربِ قیامت وفتنوں سے متعلق مفصل ومدلل کتاب

مؤلف:مفتی محمد رضوان خان

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین   مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

مسلمانوں کو متحد ہونے کی ضرورت

(28-رمضان-1446ھ)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’یہ وقت مسلمانوں کی غفلت کا نہیں ،مگر مشکل تو یہ ہے کہ اگر مسلمان غفلت سے بیدار ہوتے ہیں،تو اس کے مصداق ہوجاتے ہیں ؎

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی   تلافی کی بھی ظالم تو نے تو کیا کی

یعنی اس بیداری میں نہ اتباع (شرعی) احکام کا ہوتا ہے، نہ باہمی اتفاق ہوتا ہے،اسی نااتفاقی کے متعلق ایک انگریز حاکم نے ایک بات خوب کہی کہ ہندؤں کے دو دشمن ، ایک مسلمان اور ایک انگریز۔

انگریزوں کے دو دشمن ،ایک ہندو اور ایک مسلمان اور مسلمانوں کے تین دشمن ،ایک ہندو، ایک انگریز، ایک خود مسلمان‘‘ (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر۲ص ۲۶۱ ملفوظ نمبر ۳۷۹)

اور ایک مقام پر حضرت موصوف فرماتے ہیں:

’’اگر مسلمان اصولِ صحیحہ اور احکامِ شرعیہ کا اتباع کریں ،تو ساری دنیا بھی مل کر ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، میں ایک مرتبہ ریل میں سفر کر رہا تھا،اسی ڈبہ میں چند دیہاتی مسلمان بیٹھے ہوئے تحریکاتِ حاضرہ کے متعلق آپس میں گفتگو کر رہے تھے اور اپنی اپنی کہہ رہے تھے، میں بھی سن رہا تھا،ایک ان میں سے خاموش بیٹھا سن رہا تھا، جب سب اپنی اپنی کہہ چکے ،تو وہ شخص بولا کہ اپنی اپنی تو تم کہہ چکے اب میری بھی سن لو ، کیوں اتنے

www.idaraghufran.org

بکھیڑے کئے ،اگرمسلمان دوباتوں کی پابندی کرلیں، ساری دنیاان کا کچھ نہیں بگاڑسکتی،ایک بولا کہ بتلاوہ کیابات ہے؟ کہتا ہے کہ ایک رہو،اور نیک رہو،دیکھیں پھر کوئی کیابگاڑسکتا ہے،کیسی عجیب بات کہہ گیا ،آبِ زَرسے لکھنے کے قابل ہے ،دوجملوں میں تمام احکامِ شرعیہ کا خلاصہ بیان کرگیا‘‘(ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلدنمبر۵ص۳۶۲ملفوظ نمبر۴۱۵)

اور جمہور محققین اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک چونکہ اہلِ بدعت کے فرقے دائرہ اسلام سے خارج نہیں،جن میں اہلِ تشیع وروافض بھی داخل ہیں،اس لئے کفار کے مقابلہ میں تمام مسلمانوں کو متحد ہونے کا حکم ہوگا،خواہ اہل السنۃ والجماعۃ ہوں،یااہلِ بدعت فرقے ہوں۔

علامہ ابنِ عابدین شامی’’ردُّ المحتار ‘‘میں فرماتے ہیں کہ:

وأنت خبير بأن الصحيح فى المعتزلة والرافضة وغيرهم من المبتدعة أنه لا يحكم بكفرهم وإن سبوا الصحابة أو استحلوا قتلنا بشبهة دليل كالخوارج الذين استحلوا قتل الصحابة(ردالمحتار، ج۵ص۱۱، كتاب البيوع، باب خيار العيب)

ترجمہ: اور آپ اس بات سے باخبر ہیں کہ’’معتزلہ‘‘اور’’رافضہ‘‘اوران کے علاوہ دوسرے’’اہلِ بدعت‘‘ کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ ان کے کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا،اگرچہ وہ صحابہ پر سبّ وشتم کریں، یاہمارے قتل کوحلال سمجھیں، کیونکہ اس کی دلیل میں شبہ پایا جاتا ہے،جیسا کہ وہ خوارج،جنہوں نے صحابہ کے قتل کوحلال سمجھا(ردُّ المحتار)

شہاب الدین ہارون بن بہاؤالدین مرجانی حنفی(المتوفی:1306ھ)’’حزامةُ الحواشى لازالة الغواشى على التوضيح‘‘میں فرماتے ہیں:

مذهب جمهور المحققين عدم تكفير الروافض مع انكارهم خلافة ابى بكر وعمر وقد نص على ذالک ابو حنيفة والشافعى رحمهما الله وغيرهما،بل

www.idaraghufran.org

فی المحیط وغیرہ انہ مذھب جمھور الفقھاء (حزامة الحواشی لإزاحة الغواشی علی التوضیح، ج۳،ص۲۰۷، الناشر: المطبعة الخیریة، القاھرة، مصر، تاریخ النشر: 1322ھ)

ترجمہ: جمہور محققین کا مذہب ''روافض کی عدمِ تکفیر'' کا ہے،ان کے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا انکار کرنے کے باوجود،اور اس کی امام ابوحنیفہ،اور امام شافعی رحمہما اللہ وغیرہما نے تصریح کی ہے، بلکہ محیط وغیرہ میں ہے کہ یہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے(حزانۃ الحواشی)

اس لئے جب کفار کی اہلِ تشیع واہلِ روافض سے جنگ ہو،تو اہلِ تشیع واہلِ روافض کی مدد ونصرت کا حکم ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے ملفوظات میں ہے کہ:

اجمیر میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ (نانوتوی، دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر مدرس،اور شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب کے استاذ) نے اہلِ تعزیہ(واہلِ تشیع) کی نصرت (ومدد) کا فتویٰ دے دیا تھا۔

قصہ یہ تھا کہ مولانا (محمد یعقوب نانوتوی)ایک زمانہ میں اجمیر شریف تشریف رکھتے تھے، عشرۂ محرم کا زمانہ آیا اور غالباً ایک درخت کے نیچے سے تعزیہ کے گذرنے پر شیعی صاحبان اور ہندوں میں جھگڑا ہوا،اب صورت یہ تھی کہ اگر تنہا شیعی صاحبان مقابلہ کریں،تو غلبہ کی امید نہ تھی،اس لئے کہ ان کی جماعت قلیل (یعنی کم) تھی اور ہندوؤں کی کثیر (یعنی زیادہ)اس بناء پر شہر اجمیر کے عمائد مسلمان سنیوں نے مقامی علماء سے استفتاء کیا کہ یہ صورت ہے،ہم کو کیا کرنا چاہئے،وہاں کے علماء نے جواب دیا کہ بدعت اور کفر کی باہم لڑائی ہے،تم کو الگ رہنا چاہئے۔

پھر اہلِ شہر جمع ہو کر مولانا (محمد یعقوب صاحب نانوتوی) کے پاس آئے اور کُل واقعہ عرض کیا اور علماء کا قول بھی نقل کیا۔

www.idaraghufran.org

حضرت مولانا (محمد یعقوب صاحب نانوتوی) نے سن کر فرمایا کہ جواب تو ٹھیک ہے کہ بدعت اور کفر کی لڑائی ہے، مگر یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ کیا ہندو، اس کو بدعت سمجھ کر مقابلہ کررہے ہیں، یا اسلام سمجھ کر مقابلہ کررہے ہیں، سو یہ بدعت اور کفر کی لڑائی نہیں، بلکہ اسلام اور کفر کی لڑائی ہے، یہ شیعی صاحبان کی شکست نہیں، بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی شکست ہے، لہٰذا اہلِ تعزیہ (واہلِ تشیع) کی نصرت (ومدد) کرنا چاہئے......

ہمارے بزرگ بحمداللہ جامع بین الاضداد تھے، جو محقق کی شان ہوتی ہے (الافاضات الیومیہ، جلد: ۳، مشمولہ: ملفوظاتِ حکیم الامت، ج ۴ ص ۱۶۲ تا ۱۶۵، ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ، ملفوظ نمبر ۲۰۲ ''احکام التبرکات''، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخ اشاعت: شوال ۱۴۲۳ھ)

لیکن آج کل ذرا ذرا سی باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے کو ''کافر'' کہا جاتا ہے، اور جس کو کافر نہیں کہا جاتا، بلکہ اس کو ''فاسق'' کہا، یا سمجھا جاتا ہے، اس کے ساتھ بھی اجنبی برتاؤ کر کے، اختلاف کو اس طرح ہوا دی جاتی ہے کہ قتل وغارت گری تک نوبت پہنچ جاتی ہے، جس کی وجہ سے آج مسلمان ایک دوسرے کا گلا کاٹنے، اور ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے میں لگے ہوئے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں کفار ومشرکین فائدہ اٹھا کر، ایک ایک کو نمبر لگا کر کر ختم کرنے کے درپے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین۔

قربِ قیامت وفتنوں کا ظہور (جلد دوم)

قیامت سے پہلے اور اس کے قریب واقع ہونے والی علامات اور فتنوں کے

متعلق قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں تفصیلات وتشریحات وہدایات

قیامت کی بعیدی، قریبی اور متوسط علامات پر مفصل ومدلل کلام

معتبر وغیر معتبر احادیث وروایات کی نشاندہی اور فتنوں سے حفاظت کی تحقیق

قربِ قیامت وفتنوں سے متعلق مفصل ومدلل کتاب

مؤلف: مفتی محمد رضوان خان

www.idaraghufran.org

علم کے مینار (امت کے علماء وفقہاء: قسط53) مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (اکتیسواں حصہ)

مختصر تعارف:

گزشتہ اقساط میں فقہ مالکی کا مختصر تعارف ومنہج، امام مالک رحمہ اللہ کی مختصر سوانح حیات، شیوخ و اساتذہ اور چند کبار تلامذہ واصحاب کا ذکر کیا گیا، جن کا تعلق دوسری یا تیسری صدی ہجری سے تھا۔

جس کے بعد اُن مالکی اصحاب کا ذکر کیا گیا، جن کا تعلق چوتھی صدی ہجری کے بعد سے موجودہ زمانہ تک ہے، جو کہ جدید دور کے علماء واصحاب کہلاتے ہیں، یا جنہوں نے فقہ مالکی کو جدید خطوط پر استوار کرتے ہوئے، دیگر ممالک تک اس مسلک ومنہج کی نشرواشاعت کی، ان اصحاب کا تعلق لگ بھگ چوتھی صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے۔

جن میں سے مشہور مالکی امام ''ابنِ عبدالبر قرطبی'' (متوفی:463ہجری) اوران کے بعد کے دیگر علماء جیسا کہ ''علامہ ابنِ رشد قرطبی، قاضی عیاض مالکی، شیخ ابوالولید الباجی، ابوبکر ابن العربی، قاضی ابوبکر باقلانی، ابوالحسن اللخمی، ابنِ دقیق العید'' ودیگر مالکی علماء کا ذکر ماقبل میں گزر چکا ہے، ذیل میں مزید اصحابِ علم کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(14)......امام الشاطبی

امام ابواسحاق شاطبی رحمہ اللہ کا شمار جلیل القدر علمائے مالکیہ میں سے ہوتا ہے، جن کا پورا نام ''ابراھیم بن موسیٰ بن محمد، ابو اسحاق اللخمی الغرناطی الشاطبی'' تھا، جبکہ ''ابواسحاق شاطبی'' اور صرف ''الشاطبی'' کے لقب سے زیادہ جانے گئے، وقت کے امام فقیہ، محدث، مفسر، اصولی، محقق، مضبوط حافظہ کے مالک، اور مختلف علوم میں ماہر تھے، تاہم آپ کا شمار مجددینِ اسلام میں بھی کیا جاتا ہے۔

www.idaraghufran.org

امام شاطبی کی پیدائش چھٹی صدی ہجری کے آخر یا ساتویں صدی ہجری کے اوائل میں ہوئی، تاہم ولادت کی تاریخ اور مقام صحیح طور پر معلوم نہیں۔

لیکن چونکہ آپ کی کنیتوں میں سے ایک کنیت ''شاطبی'' بھی ہے، بلکہ زیادہ جانے بھی اسی نام سے گئے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اندلس موجودہ اسپین کے ایک قصبہ Xativa (شاطبہ) آپ کی جائے ولادت ہے۔

علمی مقام ومرتبہ

امام شاطبی رحمہ اللہ ایک محدث، فقیہ، مفسر، اور اصولی تھے، آپ کو خاص طور پر اصولِ فقہ اور مقاصدِ شریعت کے حوالہ سے غیر معمولی مقام حاصل ہے، آپ نے اصولِ شریعت کی وضاحت ایک نئے انداز میں کی، اور مقاصدِ شریعہ کے تصور کو خوب کھول کر بیان کیا۔

چنانچہ ابتدائی تعلیم کا آغاز شاطبہ سے ہی کیا، جس میں حفظِ قرآن، قرآتِ قرآن کی تعلیم شامل ہے، شاطبہ میں ہی قرآن پاک حفظ کیا، حدیث اور فقہ کا کچھ حصہ پڑھا، اور اس کے بعد شاطبہ کی مساجد میں منعقد ہونے والے مختلف علمی حلقوں میں شریک ہوئے، چنانچہ آپ نے اندلس کے بڑے بڑے علماء سے استفادہ کیا، اور مختلف علوم میں مہارت حاصل کی، جن میں حدیث وفقہ کے ساتھ ساتھ تفسیر، قرآت اور نحو ولغت جیسے مختلف علوم شامل ہیں۔

اور آپ کے شاگرد بھی بڑے بڑے علما بنے، آپ کی تعلیم وتربیت نے علمی دنیا میں گہرے اثرات چھوڑے۔

مشہور کتابیں:

''الاعتصام'' امام شاطبی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ہے، جو بدعت اور سنت کے موضوع پر لکھی گئی، جس میں بدعات کی تعریف، اقسام اور اس کے نقصانات پر وضاحت سے روشنی ڈالی گئی ہے، بدعات کے موضوع پر اس کتاب کو حتمی انسائیکلو پیڈیا قرار دیا گیا ہے۔

من جملہ یہ کتاب اہلِ سنت والجماعت کے عقائد کی وضاحت اور ان کی حفاظت، اور اصلاحِ دین کے لیے نہایت اہم مانی جاتی ہے، کتاب کا نام ''الاعتصام'' یعنی مضبوطی سے پکڑنا، قرآن مجید کی

www.idaraghufran.org

درج ذیل آیت:

”واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا“

کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، اور تفرقہ میں مت پڑو

سے لیا گیا ہے۔

”الموافقات فی اصول الفقة: یہ کتاب بھی امام شاطبی رحمہ اللہ کی مشہور کتابوں میں سے ایک ہے، جو اصولِ فقہ اور مقاصدِ شریعت پر لکھی گئی ہے۔

اس کتاب میں شریعت کے بنیادی مقاصد، جیسا کہ حفظِ دین، جان، مال نسل اور حفظِ عقل کو بنیاد بنا کر فقہی اصولوں کی تشریح کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ دیگر مزید کتب بھی ہیں، جو کہ مختلف علوم کا احاطہ کرتی ہیں، خاص طور پر نحو ولغت کا، جیسے ”**الافادات والانشادات**“ اور ”**المقاصد الشافية**“ وغیرہ۔

الغرض امام شاطبی رحمہ اللہ علمی تحقیق وتدبیر میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں، اور آپ کی تحقیق میں بہت سی اہم باتیں، نفع بخش نکات اور عمدہ علمی مباحث شامل ہیں۔

آپ تقویٰ، پاکیزگی، دینداری، سنت پر عمل، اور بدعت سے دوری میں بھی مشہور تھے، مختصر یہ کہ آپ کا علمی مقام اتنا بلند ہے کہ بیان سے باہر ہے، اور تحقیق وعلم میں آپ کی مہارت عام شہرت سے کہیں زیادہ ہے۔

وفات

وفات کا سال 790 ہجری (بمطابق 1388ء) ہے، آپ نے علم وحکمت کی روشن شمع علمی ورثہ کی صورت میں چھوڑی، جو آج تک اہل علم کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ [1]

[1] هو إبراهيم بن موسى بن محمد، أبو إسحاق، اللخمي الغرناطي، الشهير بالشاطبي، من علماء المالكية .كان إمامًا محققًا أصوليًا مفسرًا فقيهًا محدثًا نظارًا ثبتًا بارعًا في العلوم .أخذ عن أئمة منهم ابن الفخار وأبو عبد البلنسي وأبو القاسم الشريف السبتي، وأخذ عنه أبو بكر بن عاصم وآخرون .له استنباطات جليلة وفوائد لطيفة وأبحاث شريفة مع الصلاح والعفة والورع واتباع السنة واجتناب البدع .وبالجملة فقدره في العلوم فوق ما يذكر وتحليته في التحقيق فوق ما يشهر.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(15)......ابن فرحون مالکی

علامہ ابن فرحون مالکی، جو کہ 719ہجری (بمطابق1358ء) کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، کا شمار ایک مالکی فقیہ، محدث، اور مشہور مؤرخ وقاضی کے طور پر ہوتا ہے، آپ کا پورا نام ''برھان الدین ابراھیم بن علی بن محمد بن فرحون'' ہے، جبکہ ''ابنِ فرحون'' کے لقب سے زیادہ جانے گئے، اور فقہ مالکی کے شیخ ومحدث ہونے کی نسبت سے ''ابنِ فرحون المالکی'' بھی کہلائے۔

مدینہ منورہ میں ہی ولادت ہوئی، اور ابتدائی تعلیم وتربیت بھی مدینہ میں ہی ہوئی، بعدازاں مدینہ منورہ میں ہی قاضی کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔

فقہ مالکی کے اصول وفروع میں مہارت رکھتے تھے اور مختلف علوم پر عبور رکھتے تھے۔ [1]

(جاری ہے......)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

من تصانیفه: الموافقات فی أصول الفقه "أربع مجلدات"؛ و "الاعتصام"؛ و "المجالس "شرح به كتاب البيوع فی صحيح البخاری (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢، ص ٤١٤، تراجم الفقهاء، تحت الترجمة: الشاطبی)

إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمی الغرناطی الشهير بالشاطبی: أصولی حافظ .من أهل غرناطة .كان من أئمة المالكية .من كتبه (الموافقات فی أصول الفقه – ط) أربع مجلدات، و (المجالس) شرح به كتاب البيوع من صحيح البخاری، و (الافادات والانشادات – خ) رسالة فی الأدب، نشرت نبذة منها فی مجلة المقتبس (المجلد الثامن) و (الاتفاق فی علم الاشتقاق) و (أصول النحو) و (الاعتصام – ط) فی أصول الفقه، ثلاث مجلدات، و (شرح الألفية) سماه (المقاصد الشافية فی شرح خلاصة الكافية – خ) خمسة مجلدات ضخام، كتبت سنة 862والنسخة نفيسة، فی خزانة الرباط (الرقم 6جلاوی) قال التنبكتی: لم يؤلف عليها – أی على الخلاصة المعروفة بالألفية – مثله، بحثا وتحقيقا، فيما أعلم .وفی خزانة الرباط (1013جلاوی) مخطوطة من (الجمان فی مختصر أخبار الزمان) منسوبة إليه، فراجعها (الاعلام للزركلی، ج ١، ص ٧٥، تحت الترجمة: الشاطبی)

[1] ابن فرحون: هو إبراهيم بن علی بن أبی القاسم بن محمد بن فرحون .فقيه مالكی .ولد بالمدينة، ونشأ بها؛ وتفقه وولی قضائها .كان عالما بالفقه والأصول والفرائض وعلم القضاء.

من تصانيفه ((تسهيل المهمات فی شرح جامع الأمهات)) وهو شرح لمختصر ابن الحاجب، و ((تبصرة الحكام فی أصول الأقضية ومناهج الأحكام)) ؛ و ((الديباج المذهب فی أعيان المذهب)) (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١، ص ٣٣٢، تراجم الفقهاء، تحت الترجمة: ابن فرحون)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء　حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط103)　مولانا محمد ریحان

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں نئی ریاستی اصلاحات (قسط9)

یہ بات مسلم ہے کہ عقدِ ذمہ اور جزیہ کے بعد غیر مسلموں کو ان کے عقیدہ و مذہب میں آزادی ہوگی، اور ریاست ان کے مذہب اور عقیدہ کو نہ تو تبدیل کرسکتی ہے، اور نہ ان کو زبردستی مسلمان کرسکتی، جس کا ذکر دلائل کے ساتھ تفصیل سے گزر چکا۔

یہ بات تو واضح ہے کہ غیر مسلم شہری اپنے عقیدہ اور مذہب پر عمل کرنے میں آزاد ہوں گے، تاہم آیا عقدِ ذمہ اور جزیہ کے بعد غیر مسلم شہری اسلامی ریاست میں اپنے مذہب کی تبلیغ اور اس کی اشاعت میں بھی آزاد ہوں گے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں متعدد روایات تو گزشتہ اقساط میں گزر چکیں، تاہم مزید ایک روایت حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے، جس میں یہ مضمون آتا ہے کہ عمرو بن میمون کو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے غیر مسلموں کے کنائس کو گرانے کا اشارہ دیا، جس پر عمرو بن میمون نے یہ کہا کہ ان کو منہدم نہ کیجئے، ان کی باقی رہ دینے پر ہی ان کے ساتھ مصالحت ہوئی ہے۔ [1]

گوکہ مذکورہ روایات میں سے اکثر کی سند میں موجود راویوں پر محدثین کا کلام ہے، جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، تاہم مذکورہ احادیث وروایات کا یہ خلاصہ سامنے آتا ہے کہ غیر مسلموں کے عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی اجازت ہونے یا نہ ہونے کا اعتبار اس علاقے کا ہے، کہ جس علاقے اور شہر میں ان کی عبادت گاہ تعمیر کی جارہی ہے۔ اگر تو وہ علاقہ عرب کی حدود میں آتا ہے، یا پھر اس علاقے کو مسلمانوں نے جنگ کے بعد فتح کرکے حاصل کیا ہے، تو ان میں غیر مسلموں کی عبادت گاہیں تعمیر کرنا درست نہیں، ہاں جو پہلے سے موجود ہیں، ان کو باقی رہنے سے دیا جائے گا۔ تاہم اس کے علاوہ جو علاقے ایسے ہیں جو جنگ کے بعد مسلمانوں نے فتح کرکے حاصل نہیں کئے، بلکہ

[1] صنعانی، ابو بکر الرزاق، مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث 10004

www.idaraghufran.org

غیر مسلموں کے ساتھ معاہدہ کے تحت وہ مسلمانوں کے پاس ہیں،یا پھر غیر مسلموں کے پاس ہی ہیں،تو وہاں غیر مسلم اپنی عبادت گاہیں تعمیر کر سکتے ہیں۔

امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں غیر مسلموں کی عبادت گاہوں سے متعلق کافی طویل بحث کی ہے۔قاضی ابو یوسف کی بحث غیر مسلموں کی عبادت گاہوں سے متعلق دو پہلوؤں پر ہے۔ایک پہلو نئی عبادت گاہوں کی تعمیر سے متعلق ہے،اور دوسرا قدیم اور پرانی عبادت گاہوں کے منہدم کرنے سے متعلق ہے۔پہلے پہلو پر تو مفصل بحث موجود نہیں ہے،جو کہ ہمارا اصل مبحوث فیہ مسئلہ ہے،تاہم دوسرے پہلو پر مفصل بحث موجود ہے،جو کہ ہمارے مبحوث فیہ مسئلہ کے ساتھ بالواسطہ متعلق ہے۔

پہلے پہلو یعنی غیر مسلموں کی جدید عبادت گاہوں کے قیام سے متعلق قاضی ابو یوسف نے کچھ یہ الفاظ استعمال کئے ہیں:

”ویمنعوا من أن یحدثوا بناء بیعة أو کنیسة فی المدینة إلا ما کانوا صولحوا علیه وصاروا ذمة وهی بیعة لهم أو کنیسة؛ فما کان کذلک ترکت لهم ولم تهدم“ (ابو یوسف،کتاب الخراج(المکتبة الأزهریة للتراث،2000)ص140)

ترجمہ:شہریوں میں غیر مسلموں کو نئی عبادت گاہیں تعمیر کرنے سے منع کیا جائے گا،مگر وہ عبادت گاہیں،جو پہلے سے موجود تھیں،اوران پر غیر مسلموں کے ساتھ صلح طے پائی تھی،انہیں باقی چھوڑ دیا جائے گا،اور منہدم نہ کیا جائے گا۔

امام ابو یوسف نے جو مدینہ کی قید لگائی ہے،وہ حنفیہ کے ہاں دیگر کتب میں بھی ملتی ہے،جیسا کہ ہدایہ کے حوالہ سے پہلے تفصیلا میں عرض کر چکا ہوں۔اس سے واضح ہے کہ قاضی ابو یوسف کے نزدیک دیہاتی علاقوں میں غیر مسلم اپنی نئی عبادت گاہوں کی تعمیر کر سکتے ہیں ۔تاہم حنفیہ کے متاخرین نے اس بات کو بعینہٖ نہیں لیا، بلکہ انہوں نے اصل علت شعائر کے اظہار کو بناتے ہوئے ،دیہاتوں میں بھی شعائر کے اظہار کی وجہ پائی جانے کی وجہ سے دیہات میں بھی غیر مسلموں کی نئی عبادت گاہوں کی تعمیر کو ناجائز قرار دیا ہے۔جیسا کہ ہدایہ میں بھی اس کا تفصیلی ذکر ہے۔

www.idaraghufran.org

قاضی ابو یوسف نے اس مسئلہ کے دوسرے پہلو یعنی پہلے سے غیر مسلموں کی قائم عبادت گاہوں کے منہدم کرنے کے مسئلہ پر بھی تفصیلا بحث کی ہے۔کتاب الخراج میں قاضی ابو یوسف نے اس پہلو پر مستقل ایک فصل قائم کی ہے،جس کا عنوان ''فی الکنائس والبیع والصلبان'' رکھا ہے۔اس فصل میں قاضی ابو یوسف نے تقریبا آٹھ سے زائد صفحات پر صحابہ کرام سے مروی وہ احادیث وآثار بیان کئے ہیں،جن غیر مسلموں کے پہلے سے قائم عبادت گاہوں کے منہدم کرنے کی یا تو ممانعت ہے،یا پھر صحابہ کرام کا ان کو قائم رکھنے کا عملی بیان ہے۔ [1]

پھر ان احادیث وآثار کے بعد قاضی ابو یوسف یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں:

> ''میرے نزدیک غیر مسلموں کی ہر اس عبادت گاہ کو اپنی جگہ قائم رہنے دیا جائے گا،جس کے قائم رکھنے پر ان کے ساتھ مصالحت ہوئی ہو۔خلفائے راشدین کے دور میں اسی طرح ہوا ہے۔انہوں نے بھی ان عبادت گاہوں کو مسمار نہیں کیا،جن پر غیر مسلموں کے ساتھ مصالحت ہوئی تھی۔ہاں جو کوئی جدید عبادت گاہ تعمیر کی جائے،تو اسے منہدم کیا جائے گا۔تاریخ میں متعدد ایسے خلفاء گزرے ہیں،جنہوں نے شہروں میں پہلے سے قائم عبادت گاہوں کو مسمار کرنے کا ارادہ کیا،جس پر وہاں کے شہریوں نے وہ دستاویزات نکال کر دکھائیں،جو کہ ان کے اور مسلمانوں کے مابین صلح کی شرائط کا ثبوت تھیں۔اسی وجہ سے خلفاء کے اس عمل پر فقہاء اور تابعین نے تردید کی،اور ان خلفاء کو ان عبادت گاہوں کے منہدم کرنے سے منع کیا۔'' [2]

قاضی ابو یوسف نے اس مسئلہ سے متعلق جتنی بھی تفصیل ذکر کی ہے،وہ اس علاقہ سے متعلق ہے،جو غیر مسلموں پر غلبہ پاکر فتح کیا گیا ہو۔اس حد تک تو قاضی ابو یوسف کی رائے سے اتفاق کیا جاسکتا ہے۔

تاہم وہ علاقے جو معاہدہ کے ساتھ قائم ہو،اور اس معاہدہ میں شرائط بھی موجود ہوں۔تو ان پر امام ابو یوسف کی بات کا اطلاق نہیں ہوتا۔

---

[1] ابو یوسف،کتاب الخراج ص 161

[2] ابو یوسف،کتاب الخراج ص 161

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

علی کا کھلونا

ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک بچہ رہتا تھا جس کا نام علی تھا۔علی بہت خوش مزاج اور ہنستا مسکراتا بچہ تھا۔اسے کھیلنے کا بہت شوق تھا، اور خاص طور پر کھلونوں کا۔اس کی نظر ہمیشہ ان خوبصورت کھلونوں پر ہوتی جو بازار میں سجے ہوتے۔ان کھلونوں کی شکلیں، رنگ، اور آوازیں اسے بہت پسند آتیں۔علی کا دل چاہتا تھا کہ وہ بھی ایسے ہی کھلونے خریدے،لیکن اس کے ابو کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ وہ اتنے مہنگے کھلونے خرید سکیں۔علی اکثر اپنے ابو سے کہتا''ابو، میں بھی وہ کھلونا چاہتا ہوں جو دوسرے بچے کھیلتے ہیں۔''ابو مسکرا کر کہتے'' بیٹے، پیسہ کمانا آسان نہیں ہے۔ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے، وہ اللہ کی مہربانی سے ہے۔تمہیں وہ چیزیں چاہئیں جو تمہارے لئے ضروری ہیں، نہ کہ جو دوسروں کے پاس ہیں۔''علی ہمیشہ ابو کی بات سن کر تھوڑا غمگین ہو جاتا،لیکن پھر اس کی نظر ان کھلونوں پر پڑتی جو اس کے پاس تھے۔وہ کھلونے جو وہ خود اپنے ہاتھوں سے بناتا تھا۔ایک دن، علی نے فیصلہ کیا کہ وہ ابو سے کچھ اور نہیں مانگے گا۔اس نے اپنے پرانے کھلونوں کو دوبارہ استعمال کرنا شروع کیا اور ان میں نیا رنگ بھرا۔علی نے ایک چھوٹا سا گھر بنایا، جسے وہ بہت خوش ہو کر کھیلتا تھا۔وہ گھنٹوں اس گھر میں کھیلتا، اور اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا استعمال کرتا۔ایک دن،علی کے ابو نے اسے دیکھا اور کہا'' بیٹے،تم نے جو کھلونا بنایا ہے، وہ تمہارے دل کی محبت اور محنت کا نتیجہ ہے۔یہ تمہارا سب سے قیمتی کھلونا ہے۔''علی مسکرایا اور بولا''ابو، آپ نے صحیح کہا تھا۔مجھے وہ چیزیں نہیں چاہیے جو دوسروں کے پاس ہیں۔مجھے اپنی زندگی کو خوشی سے گزارنے کا طریقہ مل گیا ہے۔''علی کے ابو نے اپنے بیٹے کو گلے لگا لیا اور کہا'' بیٹے، یہی سب سے بڑا سبق ہے، کہ خوشی ہمیشہ بیرونی چیزوں میں نہیں، بلکہ اپنے اندر اور اپنی محنت میں ہوتی ہے۔''علی نے سیکھا کہ مہنگے کھلونے خوشی نہیں دیتے، بلکہ جو چیزیں ہمارے پاس ہیں اور جنہیں ہم اپنی محبت اور محنت سے بہتر بناتے ہیں، وہی سب سے زیادہ قیمتی ہوتی ہیں۔

www.idaraghufran.org

بزمِ خواتین   (عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط92)   مفتی طلحہ مدثر

زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ10)

معزز خواتین! اسلام میں مرد وخواتین کے الگ حقوق وذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں، جس کی بنیاد اور وجہ دونوں صنفوں کا ایک دوسرے سے ممتاز اور مختلف ہونا ہے، اسلام یہ چاہتا ہے، کہ دونوں صنفیں اپنی چال، ڈھال، شکل، شبیہ میں ایک دوسرے میں ضم نہ ہوں، چنانچہ اسی اصول کی بنا پر لباس کے معاملے میں بھی اسلام اس فرق کو ملحوظ رکھنے کی تاکید بیان کرتا ہے، اس سلسلے میں مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

مردوں کی مشابہت اختیار کرنا

اسلام میں یہ چیز پسندیدہ ہے، کہ خواتین کی مردوں سے ہٹ کر الگ پہچان، شناخت اور شکل و صورت ہو، اسی وجہ سے خواتین کو سختی سے پابند کرتا ہے، کہ وہ کوئی ایسا عمل نہ کریں، جس سے ان کی صنفی شناخت متأثر ہو، خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو، اس کا تعلق بات چیت کے انداز سے ہو، لہجہ کی نرمی اور سختی سے ہو، چلنے پھرنے کے طریقہ میں ہو، شکل وصورت کی بناوٹ سے ہو، یا پھر لباس سے ہو، واضح اور صاف انداز میں اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عکرمہ روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبھین من الرجال بالنساء، والمتشبھات من النساء بالرجال (صحیح بخاری، کتاب اللباس ۵۸۸۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مردوں پر جو جان بوجھ کر عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، اور ایسی عورتوں پر جو جان بوجھ کر مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں، لعنت فرمائی ہے'' (بخاری)

www.idaraghufran.org

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے کوئی شخص بھی یہ گوارا نہیں کرسکتا،اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت سچی ثابت ہو،مذکورہ حدیث کا تعلق ایک عمومی اصول سے ہے،جس میں جنسِ مخالف کی اپنے ارادے اوراختیار سے مشابہت اختیار کرنے پر وعید بیان کی گئی ہے،بعض احادیث میں عمومی انداز کے بجائے صاف طور پر کپڑوں کا بھی ذکر ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،وہ فرماتے ہیں کہ:

لعن رسول اللّٰه – صلى اللّٰه عليه وسلم – الرجل يلبس لبسة المرأة، والمرأة تلبس لبسة الرجل(سنن ابی داؤد،باب لباس النساء،رقم الحديث۴۰۹۸)

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مرد پر لعنت فرمائی، جو عورتوں کا لباس پہنے،اورایسی عورت پر بھی (لعنت فرمائی) جو مردوں کا لباس پہنے(ابوداود)

مذکورہ حدیث لباس کے معاملے میں بہت واضح ہے۔

البتہ یہاں ایک نکتہ سمجھ لیں، کہ پہلی حدیث میں جو عربی لفظ استعمال ہوا ہے،وہ "تشبه" سے ماخوذ ہے،جس کے معنی میں اپنے ارادہ،قصداوراختیار کا عمل دخل ہوتا ہے،یعنی اتفاقاً ہوجانا، یا بے خیالی میں ہوجانا،جس میں اس عمل کرنے کی نیت اور ارادہ شامل نہ ہو،اس وعید سے خارج ہوگا،اسی طرح دوسری حدیث میں "لبسة الرجل" کے الفاظ سے معلوم ہوا، کہ وہ لباس مردوں کے لیے مخصوص ہو،وعید ثابت ہونے کے لیے ان دونوں باتوں کو پایا جانا ضروری ہے، چنانچہ جو خاتون مشابہت کے ارادے کے بغیر یہ عمل کرلے، یا کسی ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے مردوں کا لباس پہن لے، یا وہ لباس ہی ایسا ہو، جو مشترکہ طور پر مرد وخواتین دونوں استعمال کرتے ہوں، (خواہ وہ ابتداء سے ہی مشترکہ ہو، یا پہلے مردوں کے لیے مخصوص ہو اور بعد میں خواتین کے استعمال کے عام ہوجانے کی وجہ سے مشترکہ لباس بن گیا ہو)، یا کوئی بھی دیگر ایسی صورت ہو،جس میں یہ دو باتیں ، یا ان میں سے کوئی ایک بات نہ پائی جارہی ہو،تو ایسی صورت میں وہ خاتون اس لعنت کی مستحق ہرگز نہیں ہوگی۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

روزہ کے ''منافذِ اصلیہ'' کی تحقیق

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ آپ ایمان وتقویٰ کی بہترین حالت میں ہوں گے،مسئلہ بتادیجیے،اللہ پاک آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔

روزہ،کھانے، پینے اور جماع سے رکنے کا نام ہے،اب کھانے کی کوئی چیز بھی جسم میں داخل ہو،تو روزہ ٹوٹ جانا چاہیے۔

پہلے کہا جاتا تھا کہ منفذ دو طرح کے ہیں،مسام سے کچھ داخل ہو،تو روزہ نہیں ٹوٹتا،حتیٰ کہ انجکشن اور ڈرپ سے بھی نہیں فاسد ہوتا،استدلال یہاں سے کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا۔

اور دوسری جانب کہا کہ اگر منفذِ اصلی (منہ اور کان اور سبیلین) کے راستوں سے کچھ تر چیز داخل ہو،تو روزہ ٹوٹ جائے گا،پھر ریسرچ کی بناء پر یہ کہا گیا کہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا،اب سبیلین کا کہا کہ کچھ حرج نہیں۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ یہ منفذِ اصلی کہاں سے سے ثابت ہے؟ کس حدیث مبارکہ سے۔

نیز یہ بھی بتائیے کہ مسام سے کچھ داخل ہو،تو وہ چیز یقینی طور پر جسم میں داخل ہوکر قوت دے گی،کیا اس کو ایسی چیز پر قیاس کرنا صحیح ہے،جس میں یقین ہی نہیں کہ کوئی چیز جسم میں داخل ہوئی،روزہ کا حکم ہر خاص وعام کے لئے ہے۔ جزاک اللہ الخیر

سائلہ:بنتِ سخاوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب:

اس میں شبہ نہیں کہ روزہ کا رکن،کھانے، پینے اور جماع سے رکنا ہے۔

www.idaraghufran.org

اور کھانے پینے کا جو معروف ومشہور طریقہ ہے، یعنی منہ سے کوئی چیز کھانا، پینا، تو اس کے روزہ کا فاسد ہونے کا سبب ہونے میں شبہ نہیں۔

کھانے پینے کا اصل عمل تو منہ کے ذریعہ سے انجام دیا جاتا ہے، اور منہ ہی پیٹ میں غذا پہنچانے کا فطری اور عادی راستہ ہے، اور ناک کا اندرونی راستہ بھی منہ میں کھلتا ہے، اور ناک بھی منہ میں کسی غذاء، یا دوا کے جانے کا مستقل راستہ ہے، لیکن ناک کا اندرونی سوراخ براہِ راست پیٹ میں جانے کا منفذ نہیں، بلکہ اصل منفذ منہ ہی ہے، ناک کا اندرونی سوراخ بھی منہ میں کھلتا ہے، تو ناک دراصل منہ ہی میں جانے کا راستہ ہوا۔

اس کے علاوہ جسم کے جس حصہ سے بھی بدن وجسم کے اندر کوئی چیز پہنچائی جائے، جیسا کہ، آنکھ، کان، کسی زخم کی پھٹن، یا پیشاب وپاخانہ کے مقام سے، تو یہ درحقیقت کھانا پینا نہیں کہلاتا، نہ ہی اللہ نے ان اعضاء کو کھانے پینے کے لئے بنایا، اسی لئے ان مقامات سے کسی چیز کو جسم کے اندر پہنچانے کا عمل علاج ومعالجہ کے قبیل سے تعلق رکھتا ہے، اور اسی لئے قرآن وسنت میں ان مقامات سے کسی چیز کے داخل ہونے پر روزہ فاسد ہونے کا ذکر نہیں ملتا، اور ان سے روزہ کے معاملہ میں شریعت کی طرف سے سکوت اختیار کیا گیا ہے، ایسی چیزوں کو علماء کی مخصوص زبان میں ''مسکوت عنہ'' کہا جاتا ہے۔

بعد میں فقہائے کرام نے انسانی جسم وبدن سے متعلق اپنی اپنی ممکنہ طبی معلومات کی بنیاد پر اور ان کی روشنی میں اجتہادات کر کے ان کا حکم بیان کیا، اور ان چیزوں میں ان کے درمیان شدید اختلاف رونما ہوا۔

جس سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ منہ کے علاوہ دیگر راستوں سے عادتاً کھانے پینے کا عمل نہیں ہوتا، اور دیگر راستوں سے بدن کے اندر جانے والی چیزوں سے روزہ فاسد ہونے، نہ ہونے کا مسئلہ اجتہادی نوعیت کا حامل ہے۔

اور موجودہ زمانہ میں جب طب ومیڈیکل کے شعبہ میں غیر معمولی تحقیقات وتجربات ہو چکے ہیں، اور انسانی جسم وبدن کے اندرونی اعضاء اور ان کے باہم روابط کو نہ صرف یہ کہ معلوم کیا جا چکا ہے، بلکہ اندرونی اعضاء کی تشخیص وتحقیق اور ان کے مشاہدہ کے لئے مختلف وسائل وذرائع میسر

www.idaraghufran.org

آ چکے ہیں،اور اسی حیثیت سے علاج ومعالجہ کے شعبہ میں بھی غیر معمولی توسع اور تنوع پیدا ہو گیا ہے،اور ایسے ایسے طریقے دریافت وایجاد ہو چکے ہیں،جن کا پہلے زمانوں میں تصور نہیں تھا،اور ان کے متعلق گذشتہ زمانہ کے علماء وفقہاء کے مخصوص اقوال پر جمود اختیار کرنے کی وجہ سے حرجِ عظیم لازم آتا ہے،جبکہ ان سابق علماء وفقہاء کے اپنے اپنے اقوال کی بنیاد بھی اکثر وبیشتر مسائل میں اس زمانہ میں ان کو پہنچنے والے طبی تحقیق ہی تھی،اور موجودہ زمانہ کی بھرپور تحقیقات وتجربیات سے کئی ان چیزوں کا خلافِ واقعہ،یا مرجوح ہونا ثابت ہو چکا ہے،جن پر سابق زمانوں کے علماء وفقہاء کے بیان کردہ ان احکام کا مدار تھا،اور احکام کا مدار اور بنیاد اپنی علتوں کے ساتھ ساتھ دائر رہا کرتا ہے،لیکن اس کے باوجود بعض حضرات کا سابق فقہاء کے اقوال پر اس طرح جمود اختیار کرنا،جس طرح قرآن وسنت کے منصوص اور اس سے بڑھ کر،قطعی احکام پر اختیار کیا جاتا ہے۔

یہ ہمیں درست طرزِ عمل معلوم نہ ہو سکا۔

’’الموسوعةُ الفقهية الكويتية‘‘میں ہے:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ مَنْ جَامَعَ أَوِ اسْتَمْنَى أَوْ طَعِمَ أَوْ شَرِبَ عَنْ قَصْدٍ، مَعَ ذِكْرِ الصَّوْمِ فِي نَهَارِهِ فَقَدْ أَفْسَدَ صَوْمَهُ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى :(فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ)

وَقَدِ اخْتَلَفُوا فِي مُفْسِدَاتٍ أُخْرَى لِلصَّوْمِ، مِنْهَا مَا يَرِدُ إِلَى الْجَوْفِ مِنْ غَيْرِ مَنْفَذِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ مِثْل الْحُقْنَةِ، وَمِنْهَا مَا يَرِدُ إِلَى بَاطِنِ الْأَعْضَاءِ وَلاَ يَرِدُ الْجَوْفَ، مِثْل أَنْ يَرِدَ الدِّمَاغَ وَلاَ يَرِدَ الْمَعِدَةَ(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵،ص ۲۸۹،مادة’’ افساد‘‘)

ترجمہ: علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے قصد وارادہ سے روزہ یاد ہوتے ہوئے دن (یعنی روزہ) کے وقت جماع کیا،یا اپنے اختیار سے منی خارج کی،یا کھایا،یا پیا،تو اس نے اپنے روزہ کو فاسد کر دیا،سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ:

www.idaraghufran.org

فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ

اور علماء کا دوسری روزہ کو فاسد کرنے والی چیزوں کے بارے میں اختلاف ہے، جن میں بعض چیزیں وہ ہیں، جو جوف (پیٹ) میں کھانے پینے کے منفذ کے علاوہ سے جاتی ہیں، جیسا کہ حقنہ، اور بعض چیزیں وہ ہیں جو باطنِ اعضاء کی طرف جاتی ہیں، لیکن جوف (پیٹ) میں نہیں جاتیں، جیسا کہ وہ چیز جو دماغ تک جائے، لیکن معدہ تک نہ جائے (موسوعہ)

اس لئے جب منہ کے علاوہ کان اور سبیلین (بول وبراز کے راستہ) وغیرہ کے ذریعہ روزہ فاسد ہونے نہ ہونے کا احادیث میں ذکر نہیں، اور یہ مسئلہ اجتہادی قیاسی ہے، تو اس میں دلائل، یا حالات وضروریات کے پیشِ نظر کسی کا ایک قول کو اور کسی کا دوسرے قول کو ترجیح دینا، یا کسی زمانہ میں ایک موقف کو، اور کسی میں دوسرے موقف کو ترجیح دینا، علمی وفقہی اعتبار سے قابلِ مذمت نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مختلف مجتہدینِ عظام کے بھی مختلف زمانوں کے اعتبار سے ایک ایک مسئلہ میں ایک سے زیادہ اقوال پائے جاتے ہیں، بعض قدیم، بعض جدید، بعض راجح، بعض مرجوح، اور ان مجتہدینِ عظام کی اتباع وپیروی کرنے والوں کے مابین بھی ایک سے زیادہ اقوال کے درمیان راجح ومرجوح ہونے میں اختلاف رہا۔

پس جن حضرات نے، کان، اور سبیلین کو بھی منہ کی طرح منفذِ اصلی تصور کیا، انہوں نے ان منافذ سے کسی چیز کے داخل ہونے کو روزہ کے فاسد ہونے کا سبب قرار دیا، اور جن حضرات نے ان مقامات کو منافذِ اصلیہ تصور نہیں کیا، انہوں نے ان مقامات سے کسی چیز کے داخل ہونے کو روزہ فاسد ہونے کا سبب قرار نہیں دیا۔

اور جب اس قسم کے اجتہادی مسائل میں طب ومیڈیکل سے کسی موقف کی تائید ہوجائے، تو اس پر فتویٰ دینے اور عمل کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہوا کرتا۔

امام غزالی فرماتے ہیں:

www.idaraghufran.org

وَالصَّحِيحُ أَنَّ تَقْطِيرَ الدّهن فِي الْأُذن لَا يضر (الوسيط فی المذهب، ج ۲، ص ۵۲۵، القَوْل فِي ركن الصَّوْم وَهُوَ النِّيَّة والإمساک، الرکن الثانی)

ترجمہ: اور صحیح یہ ہے کہ (کوئی چیز) کان میں ٹپکانا (روزہ کے لئے) مضر نہیں (وسیط)

اور فقہ مالکی کی کتاب ''التبصرۃ'' میں ہے:

وعلى هذا يجرى الجواب فيما يقطر فى الأذن، فيجوز إذا كان لا يصل، ويختلف فيه إذا كان يصل (التبصرة للخمی، ج ۲، ص ۷۴۳، کتاب الصيام، فصل الخلاف فی وقوع الفطر بما يصل من العين)

ترجمہ: اور اسی پر جواب جاری ہوگا ان چیزوں کے بارے میں جو کانوں میں قطرے ٹپکائے جاتے ہیں، پس اگر وہ (قطرے، پیٹ میں) نہ پہنچیں، تو روزہ جائز ہے، اور اگر پہنچ جائیں، تو حکم مختلف ہوگا (التبصرہ)

اور عرب کے شیخ محمد بن صالح عثیمین فرماتے ہیں:

وأما قطرة العين ومثلها أيضا الاكتحال وكذلک القطرة فی الأذن فإنها لا تفطر الصائم، لأنها ليست منصوصا عليها، ولا بمعنى المنصوص عليه، والعين ليست منفذا للأكل والشرب، وكذلک الأذن فهی كغيرها من مسام الجسد (مجموع فتاوى ورسائل فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين، جزء ۱۹، ص ۲۰۶، كتاب الصيام)

ترجمہ: اور جہاں تک آنکھ میں قطرہ اور سرمہ لگانے، اور اسی طرح کان میں قطرے ڈالنے کا تعلق ہے، تو اس سے روزہ دار کا روزہ فاسد نہیں ہوتا، کیونکہ اس سے روزہ فاسد ہونے کا قرآن وسنت میں ذکر نہیں آیا، اور نہ ہی یہ قرآن وسنت میں روزہ فاسد کرنے والی چیزوں کے معنیٰ میں ہے، اور آنکھ کھانے پینے کا منفذ وراستہ نہیں، اور اسی طرح کان بھی، پس یہ (آنکھ اور کان) جسم کے دوسرے مسامات کی طرح ہیں (مجموع فتاویٰ ورسائل)

اور علامہ ابنِ تیمیہ فرماتے ہیں:

فَصْلٌ: وَأَمَّا الْكُحْلُ وَالْحُقْنَةُ وَمَا يُقْطَرُ فِي إحْلِيلِهِ وَمُدَاوَاةُ الْمَأْمُومَةِ

www.idaraghufran.org

وَالْجَائِفَةِ فَهَذَا مِمَّا تَنَازَعَ فِيهِ أَهْلُ الْعِلْمِ فَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُفَطِّرْ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ وَمِنْهُمْ مَنْ فَطَّرَ بِالْجَمِيعِ لَا بِالْكُحْلِ وَمِنْهُمْ مَنْ فَطَّرَ بِالْجَمِيعِ لَا بِالتَّقْطِيرِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُفَطِّرْ بِالْكُحْلِ وَلَا بِالتَّقْطِيرِ وَيُفَطِّرُ بِمَا سِوَى ذَلِكَ.وَالْأَظْهَرُ أَنَّهُ لَا يُفْطِرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ .فَإِنَّ الصِّيَامَ مِنْ دِينِ الْمُسْلِمِينَ الَّذِي يَحْتَاجُ إلَى مَعْرِفَتِهِ الْخَاصُّ وَالْعَامُّ فَلَوْ كَانَتْ هَذِهِ الْأُمُورُ مِمَّا حَرَّمَهَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ فِي الصِّيَامِ وَيَفْسُدُ الصَّوْمُ بِهَا لَكَانَ هَذَا مِمَّا يَجِبُ عَلَى الرَّسُولِ بَيَانُهُ وَلَوْ ذَكَرَ ذَلِكَ لَعَلِمَهُ الصَّحَابَةُ وَبَلَّغُوهُ الْأُمَّةَ كَمَا بَلَّغُوا سَائِرَ شَرْعِهِ .فَلَمَّا لَمْ يَنْقُلْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ لَا حَدِيثًا صَحِيحًا وَلَا ضَعِيفًا وَلَا مُسْنَدًا وَلَا مُرْسَلًا -عُلِمَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ (مجموع الفتاویٰ لابنِ تیمیة، ج ۲۵، ص ۲۳۴)

ترجمہ: فصل: اور جہاں تک سرمہ اور حقنہ، اور مرد کی پیشاب گاہ میں ٹپکائے جانے والے قطرہ اور سر اور پیٹ کے زخم میں دواء لگانے کا تعلق ہے، تو یہ ان مسائل میں سے ہیں، جن میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، پس بعض اہلِ علم تو ان میں سے کسی چیز کے ساتھ بھی روزہ فاسد ہونے کے قائل نہیں، اور ان میں سے بعض تمام چیزوں سے روزہ فاسد ہونے کے قائل ہیں، سرمہ سے فاسد ہونے کے قائل نہیں، اور بعض تمام چیزوں سے روزہ فاسد ہونے کے قائل ہیں، مرد کی پیشاب گاہ میں قطرہ ٹپکانے سے روزہ فاسد ہونے کے قائل نہیں، اور بعض سرمہ، اور قطرہ ٹپکانے سے روزہ فاسد ہونے کے قائل نہیں، اور باقی چیزوں سے روزہ فاسد ہونے کے قائل ہیں۔

لیکن زیادہ راجح یہ بات ہے کہ ان میں سے کسی چیز سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

کیونکہ روزہ مسلمانوں کے ان دینی کاموں سے ہے، جس کی معرفت کی ہر خاص وعام کو ضرورت تھی، پس اگر یہ امور ان چیزوں میں سے ہوتے، جن کو اللہ اور اس کے رسول

www.idaraghufran.org

نے روزوں میں حرام قرار دیا ہے، اور روزہ کو فاسد کرتی ہیں، تو رسول پر ان کا بیان واجب تھا، اور اگر آپ اس کا ذکر فرماتے، تو اس کو صحابہ جان لیتے، اور اس کی امت کو تبلیغ کرتے، جس طرح دوسرے شریعت کے احکام کی تبلیغ کی، پس جب اہلِ علم میں سے کسی نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں نہ تو صحیح حدیث کو نقل کیا، نہ ضعیف حدیث کو نقل کیا، اور نہ مسند ومرسل حدیث کو نقل کیا، تو اس سے معلوم ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی بات کا بھی (روزہ فاسد ہونے کی حیثیت سے) ذکر نہیں فرمایا (مجموع الفتاویٰ)

پھر اسی ضمن میں تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ ابنِ تیمیہ فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ كَذَلِكَ الْكُحْلُ وَالْحُقْنَةُ وَمُدَاوَاةُ الْجَائِفَةِ وَالْمَأْمُومَةِ .فَإِنَّ الْكُحْلَ لَا يُغَذِّي أَلْبَتَّةَ وَلَا يُدْخِلُ أَحَدٌ كُحْلًا إلَى جَوْفِهِ لَا مِنْ أَنْفِهِ وَلَا فَمِهِ. وَكَذَلِكَ الْحُقْنَةُ لَا تُغَذِّي بَلْ تَسْتَفْرِغُ مَا فِي الْبَدَنِ كَمَا لَوْ شَمَّ شَيْئًا مِنْ الْمُسَهِّلَاتِ أَوْ فَزِعَ فَزَعًا أَوْجَبَ اسْتِطْلَاقَ جَوْفِهِ .

وَهِيَ لَا تَصِلُ إلَى الْمَعِدَةِ. وَالدَّوَاءُ الَّذِي يَصِلُ إلَى الْمَعِدَةِ فِي مُدَاوَاةِ الْجَائِفَةِ وَالْمَأْمُومَةِ لَا يُشْبِهُ مَا يَصِلُ إلَيْهَا مِنْ غِذَائِهِ (مجموع الفتاویٰ لابنِ تيمية، ج ۲۵، ص ۲۴۵)

ترجمہ: اور اس (کھانے پینے) طرح سرمہ، اور حقنہ، اور پیٹ اور سر کے سوراخ کا معاملہ نہیں ہے، کیونکہ نہ تو کسی طرح سرمہ سے غذاء حاصل کی جاتی، اور نہ ہی کوئی سرمہ کو اپنے پیٹ میں ناک، یا منہ سے داخل کرتا۔

اور اسی طرح سے حقنہ کا بھی معاملہ ہے کہ اس سے غذاء حاصل نہیں کی جاتی، بلکہ بدن میں موجود چیز سے فراغت حاصل کی جاتی ہے، جیسا کہ اگر کوئی چھینک آور چیزوں کو سونگھے، یا بہت پریشان ہو کر اپنے پیٹ کو چلانے کی تدبیر کرے۔

نیز وہ حقنہ معدہ تک نہیں پہنچتا۔

www.idaraghufran.org

اور وہ دواء، جوسر، اور پیٹ کے زخم سے معدہ تک پہنچتی ہے، تو وہ معدہ تک پہنچنے والی غذاء کی طرح نہیں ہوتی (پس نہ تو سرمہ سے روزہ فاسد ہوتا، اور نہ ہی مرد، یا عورت کسی کی چھوٹی و بڑی پیشاب گاہ سے جانے والی چیز سے روزہ فاسد ہوتا، اور نہ ہی سر، یا پیٹ کے زخم والے سوراخ سے دوا کی وجہ سے فاسد ہوتا) (مجموع)

پھر اسی ضمن میں علامہ ابنِ تیمیہ فرماتے ہیں:

فَنَقِيسُ الْكُحْلَ وَالْحُقْنَةَ وَنَحْوَ ذَلِكَ عَلَى الْبَخُورِ وَالدُّهْنِ وَنَحْوِ ذَلِكَ لِجَامِعِ مَا يَشْتَرِكَانِ فِيهِ مِنْ أَنَّ ذَلِكَ لَيْسَ مِمَّا يَتَغَذَّى بِهِ الْبَدَنُ وَيَسْتَحِيلُ فِي الْمَعِدَةِ دَمًا وَهَذَا الْوَصْفُ هُوَ الَّذِي أَوْجَبَ أَنْ لَا تَكُونَ هَذِهِ الْأُمُورُ مُفْطِرَةً (مجموع الفتاوىٰ لابنِ تيمية، ج۲۵،ص۲۴۷)

ترجمہ: پس ہم سرمہ اور حقنہ، اور اس طرح کی دوسری چیزوں کو خوشبو، اور تیل وغیرہ پر قیاس کریں گے، کیونکہ دونوں کو جمع کرنے والی چیز یہ ہے کہ یہ اس میں مشترک ہیں کہ ان سے بدن غذاء کو حاصل نہیں کرتا، اور یہ معدہ میں خون نہیں بنتیں، اور یہی وصف وہ ہے، جس نے یہ ثابت کیا کہ یہ چیزیں روزہ کو فاسد نہیں کرتیں (مجموع)

اور فقہ مالکی کی کتاب ''منحُ الجليل'' میں ہے:

وأما فرج المرأة فيجب القضاء بالحقنة منه إن وصلت المعدة (منح الجليل شرح مختصر خليل، ج۲،ص۱۴۷،باب في الصيام)

ترجمہ: اور جہاں تک عورت کی اگلی شرمگاہ کا تعلق ہے، تو اس میں حقنہ کرنے سے روزہ فاسد ہو جائے گا، بشرطیکہ وہ معدہ تک پہنچ جائے (منح الجلیل)

اور فقہ مالکی کی کتاب ''حاشيةُ الدسوقي'' میں ہے:

(قوله لمعدة) هي ما انخسف من الصدر إلى السرة.

(قوله بحقنة بمائع) أي فإن أوصل للمعدة حقنة من مائع وجب القضاء على المشهور ومقابله ما لابن حبيب من استحباب القضاء بسبب الحقنة من المائع الواصلة للمعدة من الدبر أو فرج المرأة (حاشية

www.idaraghufran.org

الدسوقی علی الشرح الکبیر، ج ۱، ص ۵۲۴، باب الصیام)

ترجمہ: معدہ سے مراد وہ عضو ہے، جو سینہ سے لےکر ناف تک پیوست ہے۔

اور مائع ورقیق چیز کا حقنہ اگر معدہ میں پہنچ جائے، تو مشہور قول کے مطابق روزہ کی قضاء واجب ہوجاتی ہے، اور اس کے مقابلہ میں ابنِ حبیب کا قول ہے کہ اس مائع ورقیق چیز کے حقنہ سے جو معدہ میں پہنچ جائے، پیچھے والے مقام سے، یا عورت کی اگلی شرمگاہ سے تو روزہ کی قضاء مستحب ہے (واجب نہیں) (حاشیہ دسوقی)

اور طب ومیڈیکل کی جدید ترین تحقیق سے کان کے بارے میں معلوم ہوا کہ یہ پیٹ، یا حلق کے لئے منفذِ اصلی شمار نہیں ہوتا۔

اسی طرح مرد اور عورت کی بول وبراز والی جگہ سے داخل ہونے والی چیز بھی معدہ تک نہیں پہنچتی، تو کان اور سبیلین سے داخل ہونے والی چیز سے روزہ فاسد نہ ہونے کا حکم لگانے کو ترجیح دینے کی بھی گنجائش موجود ہے۔

اور اس موضوع پر ممکنہ تحقیق کے بعد ہمارے نزدیک اب مذکورہ موقف ہی راجح ہے، جس کی باحوالہ طبی وفقہی تحقیق وتفصیل ہم نے اپنی تالیف ''ماہِ رمضان کے فضائل واحکام'' کے جدید ایڈیشن میں ذکر کردی ہے۔

اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس قسم کے مسائل میں اپنے مخصوص فقہی مذہب، یا فقہائے کرام کے مخصوص فقہی مذاہب سے ہٹ کر عمل وفتوے کی گنجائش نہیں، تو اس کی تردید، اور تفصیل ہم نے اپنی دوسری مفصل تالیف ''شاہ ولی اللہ کے فقہی افکار'' اور ''رسومِ افتاء واصولِ افتاء پر کلام'' میں بیان کردی ہے۔ فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان خان

26/رمضان المبارک/1446ھ۔27/مارچ/2025ء، بروز جمعرات

دارالافتاء: ادارہ غفران، راولپنڈی

www.idaraghufran.org

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

''رسومِ افتاء واصولِ افتاء'' پر کلام (قسط:5)

''الهداية'' کی شرح ''فتحُ القدیر'' میں ہے کہ:

إلا إذا أفتاه مفت بالفساد، كما هو قول الحنابلة، وبعض أهل الحديث فأكل بعده لا كفارة لأن الحكم في حق العامي فتوى مفتيه.

(وإن بلغه الحديث واعتمده) على ظاهره غير عالم بتأويله وهو عامي (فكذلك عند محمد) أى لا كفارة عليه (فتح القدير، ج ۲، ص ۳۷۷، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفارة، فصل كان مريضا في رمضان فخاف إن صام ازداد مرضه)

ترجمہ: لیکن جب اس (عامی) کو کوئی مفتی، روزہ فاسد ہونے کا فتویٰ دے، جیسا کہ یہ حنابلہ اور بعض اہلُ الحدیث کا قول ہے، پھر اس کے بعد وہ کھا پی لے، تو کفارہ واجب نہیں، کیونکہ عامی کے حق میں، اس کے مفتی کا فتویٰ ہی حکمِ شرعی ہوا کرتا ہے۔

اور اگر اس عامی کو حدیث پہنچ گئی، اور اس نے اس کے ظاہر پر اعتماد کر لیا، عامی ہونے کی وجہ سے اس کی (حنفیہ و جمہور کی طرف سے بیان کردہ) تاویل کو نہیں جانا، تو بھی امام محمد کے نزدیک یہی حکم ہے کہ اس پر کفارہ واجب نہیں (فتح القدیر)

اور علامہ ابنِ عابدین شامی ''ردُّ المحتار'' میں ائمہ ثلاثہ کی دلیل میں فرماتے ہیں:

كَحَنْبَلِيٍّ يَرَى الْحِجَامَةَ مُفْطِرَةً ...... وَقَدْ عُلِمَ مِنْ هَذَا أَنَّ مَذْهَبَ الْعَامِّيِّ فَتْوَى مُفْتِيهِ مِنْ غَيْرِ تَقْيِيدٍ بِمَذْهَبٍ (رد المحتار على الدر المختار، ج ۲، ص ۴۱۱، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: جیسا کہ حنبلی مفتی سے فتویٰ لیا، جو حجامہ کو روزہ فاسد ہونے کا سبب سمجھتا ہے......اور اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ (کسی بھی مسئلہ میں) عامی کا مذہب، اس کو فتویٰ دینے والے کا مذہب ہوتا ہے، مذہب کی قید کے بغیر (ردالمحتار)

اور شاہ ولی اللہ صاحب نے ''عقدُ الجید'' میں ''عامیِ محض، یا مقلدِ محض'' کے بارے میں فرمایا:

اعلم أن العامی الصرف لیس له مذهب وإنما مذهبه فتوی المفتی.

فی البحر الرائق لو احتجم أو اغتاب فظن أنه یفطره ثم أكل إن لم یستفت فقیها ولا بلغه الخبر فعلیه الكفارة لأنه مجرد جهل وأنه لیس بعذر فی دار الإسلام وإن استفتی فقیها فأفتاه لا كفارة علیه لأن العامی یجب علیه تقلید العالم إذا كان یعتمد علی فتواه فكان معذورا فیما صنع .وإن كان المفتی مخطئا فیما أفتی.

وإن لم یستفت ولكنه بلغه الخبر وهو قوله صلی الله علیه وسلم أفطر الحاجم والمحجوم وقوله علیه الصلاة والسلام الغیبة تفطر الصائم ولم یعرف النسخ ولا تأویله لا كفارة علیه عندهما لأن ظاهر الحدیث واجب العمل به. خلافا لأبی یوسف لأنه لیس للعامی العمل بالحدیث لعدم علمه بالناسخ والمنسوخ.

(عقد الجید فی أحكام الاجتهاد والتقلید، ص ۷۲، باب اختلاف الناس فی الأخذ بهذه المذاهب الأربعة وما یجب علیهم من ذلک ،فصل فی العامی، الناشر: دارالکتب، بشاور، الطبعة الأولٰی: ۱۴۳۴ھ، ۲۰۱۳م)

ترجمہ: یہ بات جان لینی چاہیے کہ جو محض عامی ہوتا ہے، اس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، بس اس کا مذہب تو مفتی کا فتویٰ ہوتا ہے۔

''البحر الرائق'' میں ہے کہ اگر کسی نے حجامہ کرایا، یا غیبت کی، پھر اس نے یہ سمجھا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا، پھر اس نے کھا پی لیا، تو اگر اس نے کسی فقیہ سے فتویٰ طلب نہیں

www.idaraghufran.org

کیا، اور نہ ہی اس کو حدیث پہنچی، تو اس پر کفارہ واجب ہوگا، کیونکہ یہ جہلِ محض ہے، جو کہ دارُ الاسلام میں عذر نہیں، اور اگر اس نے کسی (غیر حنفی) فقیہ سے فتویٰ لیا، جس نے اس کے روزہ فاسد ہونے کا فتویٰ دے دیا، تو اس پر کفارہ واجب نہیں، اس لیے کہ عامی پر عالم کی تقلید واجب ہے، جب اس عالم کے فتوے پر اعتماد کیا جاتا ہو، تو وہ اپنے عمل میں معذور ہوگا، اگرچہ مفتی اپنے فتویٰ میں خطاء کار کیوں نہ ہو۔

اور اگر اس نے کسی سے فتویٰ نہیں لیا، لیکن اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ''**افطر الحاجم والمحجوم**'' اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ''**الغیبة تفطر الصائم**'' پہنچ گئی، لیکن اس نے، نہ تو اس حدیث کے منسوخ ہونے کو جانا، اور نہ اس کی تاویل کو جانا، تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک اس پر کفارہ واجب نہیں ہوگا، کیونکہ ظاہرِ حدیث پر عمل واجب ہوتا ہے۔

اور امام ابو یوسف کے نزدیک کفارہ واجب ہوگا، کیونکہ عامی کے لیے خود سے حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ اسے ناسخ اور منسوخ کا علم نہیں ہوتا (عقدالجید)

اس موقعہ پر حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے اپنی تالیف ''**الاقتصاد فی التقلید والاجتهاد**'' میں مجملاً امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول اور اس کی دلیل پیش کرنے پر اکتفاء فرمایا ہے، جس سے ایک طرف تو یہ سمجھا گیا کہ عامی کو فقہاء کی اجازت کے بغیر حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں، اور دوسری طرف یہ سمجھا گیا غیر متبحر فقیہ کو اپنے اجتہاد کے بجائے مجتہد کی تقلید واجب ہے، تا آنکہ اس مجتہد کے خلاف صریح وصحیح اور غیر متعارض حدیث دستیاب نہ ہو، اور پھر اس میں بھی مذہبِ معین اور شخصِ معین کی تقلید واجب ہونے، اور عامی کے لئے مخصوص مذہب ہونے کا اضافہ کردیا گیا، جو کہ تسامح پر مبنی ہے، پھر یہی تسامح کئی بعد کے اصحابِ علم میں بھی منتقل ہوا، اور حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے بھی ''**اصول الافتاء وآدابه**'' میں ان چیزوں کی مختلف مباحث کے ذیل میں اتباع کی، جس کی وجہ سے اس تسامح میں مزید رسوخ و پختگی پیدا ہوئی۔

چنانچہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب ''**الاقتصاد فی التقلید**

www.idaraghufran.org

والاجتهاد''میں ہے:

''ہدایہ اوّلین وغیرہ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ''اگر کوئی شخص روزہ میں خون نکلوادے،اور وہ اس حدیث کو سن کر''**أفطر الحاجم و المحجوم**''یعنی پچھنے لگانے والے کا،اور جس کے پچھنے لگائے گئے ہیں،دونوں کا روزہ گیا،یہ سمجھ جائے کہ روزہ تو جاتا ہی رہا،اور پھر بقصد کھا پی لے،تو اس پر کفارہ لازم آئے گا،اور دلیل میں ابو یوسف رحمہ اللہ نے یہ فرمایا ہے:

''**لأن على العامى الاقتداء بالفقهاء لعدم الاهتداء فى حقه إلى معرفة الأحاديث**'' (هداية: ص ٢٠٦)

اس قول سے صاف معلوم ہوا کہ عامی پر تقلیدِ مجتہدین کو واجب کہتے ہیں،پس معلوم ہوا کہ قولِ سابق مجتہدین کے مخاطب وہ لوگ نہیں ہیں،جن کو قوتِ اجتہادیہ حاصل نہ ہو،بلکہ وہ لوگ مخاطب ہیں،جو قوتِ اجتہادیہ رکھتے ہیں''(الاقتصاد فى التقليد والاجتهاد ، مقصد ششم)

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ہدایہ میں اسی موقعہ پر پہلے عدمِ وجوبِ کفارہ کی متفق علیہ صورت میں عامی کے حق میں کسی بھی فقیہ ومفتی کے فتوے کا دلیلِ شرعی ہونا،اور پھر مختلف فیہ صورت میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے قول کی دلیل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا فقیہ ومفتی کے قول سے نیچے نہ ہونا،یعنی مفتی کے قول سے اعلیٰ ہونا ذکر کیا گیا ہے،جو کہ امام ابوحنیفہ وامام محمد کے قول اور حنفیہ کی ظاہرُ الروایت کے قوی دلیل ہونے کی علامت ہے۔

لیکن مذکورہ تالیف میں اس کا ذکر نہیں۔[1]

[1] اور محققین نے تصریح کی ہے کہ امام ابوحنیفہ کے اصحاب،یعنی امام محمد،امام ابو یوسف،امام زفر اور امام حسن بن زیاد وغیرہ مجتہدِ مطلق تھے،اور جن حضرات نے ان کو مجتہد فی المذہب کہا،جیسا کہ''رسم المفتی''میں کہا گیا ہے،اور''**الاقتصاد فى التقليد والاجتهاد**''میں بھی اسی کی پیروی کی گئی ہے،تو وہ محققین کی تصریح کے مطابق راجح نہیں،امام ابوحنیفہ کے اصحاب دراصل مجتہدِ مطلق منتسب تھے،اور اس طرح کا مجتہدِ مطلق منتسب،صرف اپنا انتساب دوسرے مجتہد کی طرف کیا کرتا ہے،لیکن اس کا مستقل مذہب ہوا کرتا ہے،وہ مذہب میں دوسرے کا تابع نہیں ہوا کرتا،اور اس کی دوسرے مجتہد سے کسی مسئلہ،یا مسائل میں موافقت،تقلید کی بناء پر نہیں

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور وجوبِ کفارہ کی متفق علیہ صورت اس بات کی علامت ہے کہ وہ عامی بظاہر حنفیت کی طرف منسوب تھا، کیونکہ امام احمد تو سرے سے کھا، پی کر روزہ فاسد کرنے پر وجوبِ کفارہ کے ہی قائل نہیں۔

اور اگر حجامہ کے مذکورہ ایک مسئلہ وجزئیہ پر مکمل نظر ڈالی جائے، تو صرف اس سے محققینِ حنفیہ نے مندرجہ ذیل مسائل کا حکم اخذ کیا ہے:

(1)......کسی بھی پیش آمدہ فقہی مسئلہ میں عامی شخص پر کسی ایک مجتہد وامام کی اتباع

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ہوتی، بلکہ اجتہاد میں موافقت کی بناء پر ہوا کرتی ہے، جو اجتہاد میں استقلال کے لئے مانع نہیں ہوا کرتی، جس کی باحوالہ تفصیل ہم نے دوسری مستقل تالیف میں ذکر کردی ہے۔

اس تفصیل کی روشنی میں امام ابویوسف کا جو حجامہ کے مندرجہ بالا مسئلہ میں قول ہے، وہ ان کا اپنا مذہب ہوا، امام ابوحنیفہ کا مذہب نہ ہوا، اور اس مسئلہ کی نسبت امام ابوحنیفہ کی طرف درست نہ ہوئی، امام ابوحنیفہ کا مذہب یہی ہوا کہ جس طرح عامی کو کسی بھی مجتہد کی تقلید کرنا درست ہے، اسی طرح حدیث کی اتباع بھی درست ہے، وہ ان میں سے جس صورت پر بھی عمل کرے گا، وہی اس مسئلہ میں عمل کرنے والے کا مذہب شمار ہوگا۔

پس دونوں صورتوں میں امام ابوحنیفہ کا مذہب واضح ہوگیا، اور یہی مقصود ہے، اور یہ بات معلوم ہوگئی کہ جس نے دوسرے مذہب کے مفتی سے مسئلہ معلوم کرکے، یا حدیث سن کر، یا پڑھ کر اس پر عمل کیا، تو اس نے امام ابوحنیفہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے ایک طرح سے امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق عمل کیا۔

امام ابوحنیفہ، اور امام محمد کے مذہب کو نظر انداز کرکے امام ابویوسف کے مذہب پر اکتفاء کرنے سے بہت سے حضرات کو غلط فہمی پیدا ہوئی، اس لئے ہم نے اس کی وضاحت کرنے کو اپنی ذمہ داری سمجھا۔

البتہ کوئی امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے مذہب کے مقابلہ میں امام ابویوسف کے مذہب کو راجح سمجھتا ہے، تو الگ بات ہے، لیکن جس کا جو مذہب ہے، اس کو اسی کی طرف منسوب کرنا ضروری ہے، ساتھ ہی جس صورت میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد اور امام ابویوسف تینوں متفق ہیں، یعنی وہ تینوں کا مذہب ہے، اس کی اس موقع پر وضاحت بھی ضروری ہے۔

اور اس کے بجائے ایک صورت میں تینوں کے متفقہ مذہب کے خلاف کو ترجیح دینے، اور دوسری صورت میں بھی امام ابوحنیفہ کے مذہب کے خلاف کو اختیار کرنے سے ہمیں توافق نہیں۔

پھر امام ابویوسف نے حدیث سن کر عمل کرنے پر شبہ کو بھی موثر نہیں مانا اور کفارہ کو واجب قرار دیا، جس کا مطلب یہ ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک اس مسئلہ کی اصل بنیاد اس عامی شخص کے عمل کے جواز وعدمِ جواز پر ہے، یعنی امام ابویوسف کے نزدیک غیر مجتہد وعامی کو خود سے حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں، تاآنکہ مجتہد، فقیہ ومفتی کی رہنمائی حاصل نہ کرلے، اس لئے جب اس نے ناجائز عمل کا ارتکاب کیا، تو وہ معذور نہیں، اور کفارہ واجب ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک عامی شخص کو مجتہد، فقیہ ومفتی کی رہنمائی حاصل کئے بغیر حدیث پر عمل کرنا جائز ہے، اس لئے اس کے کسی ناجائز عمل کا ارتکاب نہ کرنے، بلکہ جائز عمل کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے کفارہ واجب نہیں، جس طرح پہلی صورت میں غیر مجتہد وعامی کو کسی بھی مفتی ومجتہد کے مذہب وقول پر عمل کرنا جائز ہے، کسی مخصوص شخصیت ومذہب کی پابندی واجب نہیں، اس لئے اس صورت میں متفق علیہ جائز عمل کرنے کی وجہ سے بالاتفاق کفارہ واجب نہیں۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

وپیروی واجب نہیں، بلکہ وہ جس سے پیش آمدہ مسئلہ معلوم کرلے، تو اس کے مطابق مکلّف ہوجاتا ہے۔

دیگر حضرات نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ عامی (یعنی غیر مجتہد) کا کوئی مذہب معین نہیں ہوتا، اگر وہ اپنا مذہب متعین کرلے، تب بھی اس کی پابندی واجب نہیں ہوتی، اور اس کو جس مجتہد کی وہ اپنے پیش آمدہ مسئلہ میں اتباع کرنا چاہے، جائز ہوتا ہے، اور متعلقہ مسئلہ میں اس کا مذہب وہی شمار ہوتا ہے، جس مجتہد و مفتی سے متعلقہ مسئلہ معلوم کرتا ہے، اور اس کے حق میں یہ ایسا ہی ہوتا ہے، جیسا مجتہد کے حق میں اجتہاد کرنا ہوتا ہے، اور اگر وہ کسی مسئلہ میں ایک سے زیادہ مجتہدین کے مذاہب پر مطلع ہو، تو بھی اس کو کسی بھی مجتہد کے مذہب پر عمل پیرا ہونے کا اختیار ہوتا ہے، خواہ وہ مجتہد فی نفسہ مصیب ہو، یا مخطی ہو۔

یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ، امام محمد اور امام ابو یوسف تینوں حضرات کے روزہ میں حجامہ والے زیرِ نظر جزئیہ سے ماخوذ ہے۔

(2)......اگر عامی شخص کسی حدیث کو پائے، جس کے ناسخ ومنسوخ اور قوی وضعیف وغیرہ ہونے کی تاویل پر وہ مطلع نہ ہو، اور کسی عالم سے رہنمائی حاصل کئے بغیر وہ حدیث پر عمل کرلے، تو حنفیہ کی ظاہر الروایت کے مطابق، اور امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک وہ حدیث پر عمل کرنے میں حق بجانب ہے۔

کیونکہ اگر پہلی صورت میں بالاتفاق عامی پر مجتہد کی اتباع واجب ہے، تو دوسری صورت میں حدیث پر عمل کا ہر انسان مکلّف ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کسی دوسرے مجتہد کے قول سے زیادہ اعلیٰ درجہ کا حامل ہے۔

اور امام ابو یوسف کا اس میں اختلاف ہے، اور ان کا قول اور دلیل حنفیہ کے قواعد کی رو سے مرجوح ہے، جیسا کہ پیچھے گذرا۔

جمہور اور محققینِ حنفیہ مسلسل اور پے در پے، ان چیزوں کی تصریح فرماتے آئے ہیں۔

www.idaraghufran.org

ایسی صورت میں اس مسئلہ کی مکمل صورتِ حال، اور دلائل کو نظر انداز کر کے ایک مختلف فیہ صورت میں امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے راجح قول، اور حنفیہ کی ظاہر الروایۃ اور جمہور کے مقابلہ میں امام ابو یوسف کے قول، اور دلیل پر اکتفاء کرنا، اور اس کو حجت بنا کر پیش کرنا، اور اس مسئلہ کی دوسری متفق علیہ صورت کو بھی نظر انداز کر کے، اس کے مقابلہ میں کسی دوسرے موقف کو ترجیح دینا، راجح، بلکہ صواب پر مبنی معلوم نہیں ہوسکا۔

اور اس قسم کے تسامحات کی وجہ سے، اس قول کی پیروی کرنا بھی درست نہیں، چہ جائیکہ ان چیزوں کو ''اصولِ افتاء'' سمجھ کر پیش کیا جائے، اور اس سے بڑھ کر ان کو تعلیم وتعلم کا حصہ بنا کر مزید تبلیغ وتشہیر کی جائے، اور اس کو طلبہ کے ذہنوں میں راسخ کرنے کی کوشش جائے، اور اپنے ساتھ دوسرے کو قولِ صواب کے اختیار کرنے پر طعن وتشنیع کر کے تسامح وخطاء پر مبنی موقف کو اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے۔

یہ طرزِ عمل سخت ناانصافی پر مبنی اور اہلِ حق کے طریقہ سے خارج طرزِ عمل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے مذکورہ بالا بحث کے آخر میں فرمایا:

ثم نقل عن جماعة عظيمة من علماء المذاهب أنهم كانوا يعملون ويفتون بالمذاهب من غير التزام مذهب معين من زمن أصحاب المذاهب إلى زمانه على وجه يقتضي كلامه أن ذلك أمر لم يزل العلماء عليه قديما وحديثا حتى صار بمنزلة المتفق عليه فصار سبيل المسلمين الذى لا يصح خلافه ولا حاجة بنا بعد ما ذكره وبسطه إلى نقل الأقاويل (عقد الجيد فى أحكام الاجتهاد والتقليد، ص ٤٦، باب اختلاف الناس فى الأخذ بهذه المذاهب الأربعة وما يجب عليهم من ذلك، فصل فى العامى، الناشر: دارالكتب، بشاور، الطبعة الأولىٰ: ١٤٣٤هـ، ٢٠١٣م)

ترجمہ: پھر عبدالوہاب شعرانی نے علمائے مذہب کی ایک عظیم جماعت سے نقل کیا ہے کہ لوگ اصحابِ مذاہب کے زمانہ سے اُن کے زمانہ تک مذہبِ معین کا التزام کیے بغیر

www.idaraghufran.org

عمل بھی کیا کرتے تھے، اور فتویٰ بھی دیا کرتے تھے، ان کے کلام کا تقاضا یہ ہے کہ یہ ایسا امر ہے کہ پہلے اور بعد کے علماء اسی پر عمل پیرا رہے، یہاں تک کہ یہ متفق علیہ چیز کے درجہ میں ہوگیا، اور مسلمانوں کا وہ راستہ ہوگیا کہ جس کے خلاف صحیح نہیں ہوسکتا، اور ہمیں مذکورہ تفصیل بیان کرنے کے بعد اس سلسلہ میں مختلف حضرات کے اقوال نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے (عقدالجید)

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ حرام تقلید کی ایک صورت بیان کرتے ہوئے اپنی دوسری تالیف میں فرماتے ہیں:

وفيمن لا يجوز أن يستفتي الحنفي مثلا فقيها شافعيا وبالعكس، ولا يجوز أن يقتدي الحنفي بامام شافعي مثلا، فان هذا قد خالف إجماع القرون الأولى، وناقض الصحابة والتابعين. (الانصاف للدهلوی، ص ۱۰۱، باب حكاية ما حدث في الناس بعد المائة الرابعة، ثم بعد هذه القرون كان ناس آخرون ذهبوا يمينا وشمالا وحدث فيهم أمور)

ترجمہ: اور (تقلید کے حرام ہونے کا حکم) اس شخص کے بارے میں بھی ہے، جو شخص مثلاً حنفی کو کسی شافعی فقیہ سے، یا شافعی کو کسی حنفی فقیہ سے فتویٰ طلب کرنے کو ناجائز ٹھہرائے، اور مثلاً حنفی کے لیے شافعی امام کی اقتداء کو ناجائز ٹھہرائے، اس لیے کہ ایسا خیال قرونِ اولیٰ اور صحابہ وتابعین کے اجماع واتفاق کے خلاف ہے (الانصاف)

اور ''الموسوعةُ الفقهية الكويتية'' میں ہے:

إن وجد المستفتي أكثر من عالم، وكلهم عدل وأهل للفتيا، فقد ذهب جمهور الفقهاء إلى أن المستفتي بالخيار بينهم يسأل منهم من يشاء ويعمل بقوله، ولا يجب عليه أن يجتهد في أعيانهم ليعلم أفضلهم علما فيسأله، بل له أن يسأل الأفضل إن شاء، وإن شاء سأل المفضول مع وجود الفاضل، واحتجوا لذلك بعموم قول الله تعالى: (فاسألوا أهل

www.idaraghufran.org

الـذكـر إن كـنتم لا تعلمون)، وبأن الأولين كانوا يسألون الصحابة مع وجود أفاضلهم وأكابرهم وتمكنهم من سؤالهم.

وقال القفال وابن سريج والإسفراييني من الشافعية :ليس له إلا سؤال الأعلم والأخذ بقوله (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۲، ص ۴۷،۴۸، مادة "فتوى")

ترجمہ: اگر مستفتی ایک سے زیادہ اہلِ علم کو پائے، اور وہ سب اہلِ عدل اور اہلِ فتویٰ ہوں (جیسا کہ تمام صحابہ اور مجتہدینِ عظام وفقہائے کرام، ان صفات کے حامل ہیں) تو جمہور فقہاء اس طرف گئے ہیں کہ مستفتی کو، اُن اہلِ علم (مجتہدین) کے درمیان میں سے کسی بھی اہلِ علم (ومجتہد) سے سوال کرنے، اور اس کے قول پر عمل کرنے کا اختیار ہوتا ہے، اور اس پر یہ واجب نہیں ہوتا کہ وہ ان اہلِ علم (ومجتہدین) کی ذات میں اجتہاد کر کے، اُن میں علم کے اعتبار سے افضل کو معلوم کرے، پھر اس سے سوال کرے، بلکہ مستفتی اگر چاہے، تو افضل سے بھی سوال کرسکتا ہے، اور چاہے تو افضل کی موجودگی میں، غیر افضل سے بھی سوال کرسکتا ہے، اور جمہور نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے عموم سے دلیل پکڑی ہے کہ:

"فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون"[1]

ور ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ابتدائی زمانے کے مستفتی، صحابہ سے سوال کیا کرتے تھے، باوجودیکہ افضل اور اکابر صحابہ موجود تھے، اور ان کو افضل اور اکابر صحابہ سے سوال کرنے کی قدرت حاصل تھی۔

لیکن شافعی مسلک کے قفال اور ابنِ سریج اور اسفرائینی کا قول یہ ہے کہ مستفتی کو زیادہ علم والے سے ہی سوال کرنا، اور اس کے قول کو لینا ضروری ہے (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ)

مذکورہ حکم پیش آمدہ مسئلہ کا استفتاء کرنے کے متعلق استفتاء، اور سوال کرنے کے بارے میں ہے۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط114 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ وہارون کی وفات (آخری حصہ)

حضرت موسیٰ کی ارضِ مقدسہ کے قریب دفن ہونے کی خواہش کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں داخل ہونے سے روک دیا تھا، اور ان کو چالیس سال تک میدان تیہ میں چھوڑ دیا، حتیٰ کہ ان کو موت نے فنا کر دیا، پس ارضِ مقدسہ میں حضرت یوشع کے ساتھ صرف ان کی اولاد داخل ہوسکی تھی، اور ان لوگوں میں سے کوئی بھی ارضِ مقدسہ میں داخل نہیں ہوسکا تھا، جنہوں نے پہلے ارضِ مقدسہ میں داخل ہونے سے انکار کیا تھا، اور ارضِ مقدسہ کے فتح ہونے سے پہلے حضرت ہارون فوت ہوئے، اور پھر حضرت موسیٰ فوت ہوگئے، اور چونکہ جبارین کا ارضِ مقدسہ پر غلبہ تھا، اس لئے حضرت موسیٰ کو ارض مقدسہ میں داخل ہونے کا موقع نہیں مل سکا، اس لئے انہوں نے چاہا کہ وہ ارض مقدسہ کے قرب میں مدفون ہوجائیں۔ [1]

[1] فإن قلت: ما الحكمة فی طلبه الدنو من الأرض المقدسة؟ قلت: الحكمة فی ذلک أن الله لما منع بنی إسرائيل من دخول بيت المقدس وتركهم فی التيه أربعين سنة إلی أن أفناهم الموت ولم يدخل الأرض المقدسة إلا أولادهم مع يوشع، عليه السلام، ومات هارون ثم موسى، عليهما السلام، قبل فتحها، ثم إن موسى لما لم يتهيأ له دخولها لغلبة الجبارين عليها، ولا يمكن نبشه بعد ذلک لينقل إليها طلب القرب منها، لأن ما قارب الشیء أعطی حكمه .وقيل: إنما طلب الدنو لأن النبی صلى الله عليه وسلم يدفن حيث يموت ولا ينقل .قيل: فيه نظر، لأن موسى قد نقل يوسف، عليهما السلام إلى بلد إبراهيم الخليل، عليه الصلاة والسلام .قلت: وفيه نظر، لأن موسى ما نقله إلا بالوحی، فكان ذاک مخصوصا به .قوله: (فلو كنت ثم) ، بفتح الثاء المثلثة، وهو اسم يشار به .ولما عرج النبی صلى الله عليه وسلم رأی موسى قائما يصلی فی قبره(عمدة القاری للعينی، ج٨ص ١٤٩، كتاب الجنائز، باب من أحب الدفن فی الأرض المقدسة أو نحوها)

ويحتمل أن يكون سر ذلک أن الله لما منع بنی إسرائيل من دخول بيت المقدس وتركهم فی التيه أربعين سنة إلی أن أفناهم الموت فلم يدخل الأرض المقدسة مع يوشع إلا أولادهم، ولم يدخلها معه أحد ممن امتنع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جیسا کہ پہلے گزرا کہ ’’مقدس سرزمین‘‘ سے مراد شام اور فلسطین کا علاقہ ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس علاقے کو انبیائے کرام مبعوث کرنے کے لیے منتخب فرمایا تھا، اس لیے اس کو ’’ارض مقدس‘‘ فرمایا گیا ہے (آسان ترجمۂ قرآن)

ضیاء فرماتے ہیں کہ ’’اریحاء‘‘ میں سرخ ٹیلے کے قریب ایک قبر ہے، جس کو حضرت موسیٰ کی قبر بتایا جاتا ہے، دوسرے تاریخی اقوال کے مقابلہ میں یہ قول صحیح ہے، اس لیے کہ میدانِ تیہ کے سب سے قریب وادی مقدس کا علاقہ ’’اریحاء‘‘ کی بستی ہے، اور اسی جگہ کثیبِ احمر (سرخ ٹیلہ) واقع ہے، جس کا حدیث میں ذکر ہے (کذا فی قصص الانبیاء، ج۱ص۴۱۳، بحوالہ فتح الباری) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أولا أن يدخلها كما سيأتي شرح ذلك في أحاديث الأنبياء، ومات هارون ثم موسى عليهما السلام قبل فتح الأرض المقدسة على الصحيح كما سيأتي واضحا أيضا، فكأن موسى لما لم يتهيأ له دخولها لغلبة الجبارين عليها، ولا يمكن نبشه بعد ذلك لينقل إليها، طلب القرب منها، لأن ما قارب الشيء يعطى حكمه .وقيل: إنما طلب موسى الدنو لأن النبي يدفن حيث يموت، ولا ينقل .وفيه نظر لأن موسى قد نقل يوسف عليهما السلام معه لما خرج من مصر كما سيأتي ذلك في ترجمته، إن شاء الله تعالى، وهذا كله بناء على الاحتمال الثاني والله أعلم(فتح الباری لابنِ حجر، ج۳ص۲۰۷، کتاب الجنائز، باب من أحب الدفن في الأرض المقدسة أو نحوها)

وأما سؤاله الإدناء من الأرض المقدسة فلشرفها وفضيلة من فيها من المدفونين من الأنبياء وغيرهم قال بعض العلماء وإنما سأل الإدناء ولم يسأل نفس بيت المقدس لأنه خاف أن يكون قبره مشهورا عندهم فيفتتن به الناس وفي هذا استحباب الدفن في المواضع الفاضلة والمواطن المباركة والقرب من مدافن الصالحين والله اعلم (شرح النووی علٰی مسلم، ج۱۵ ص۱۲۸، کتاب الفضائل، باب من فضائل موسى صلى الله عليه وسلم)

[1] قوله: (تحت الكثيب الأحمر) في روايتها عند الكثيب الأحمر وهي رواية همام أيضا، والكثيب بالمثلثة وآخره موحدة وزن عظيم: الرمل المجتمع، وزعم ابن حبان أن قبر موسى بمدين بين المدينة وبيت المقدس، وتعقبه الضياء بأن أرض مدين ليست قريبة من المدينة ولا من بيت المقدس، قال: وقد اشتهر عن قبر بأريحاء عنده كثيب أحمر أنه قبر موسى، وأريحاء من الأرض المقدسة، وزاد عمار في روايته فشمه شمة فقبض روحه، وكان يأتي الناس خفية يعني بعد ذلك، ويقال إنه أتاه بتفاحة من الجنة فشمها فمات .وذكر السدي في تفسيره أن موسى لما دنت وفاته مشى هو وفتاه يوشع بن نون فجائت ريح سوداء، فظن يوشع أنها الساعة فالتزم موسى، فانسل موسى من تحت القميص، فأقبل يوشع بالقميص .وعن وهب بن منبه أن الملائكة تولوا دفنه والصلاة عليه، وأنه عاش مائة وعشرين سنة(فتح الباری لابنِ حجر، ج۶ ص۴۴۲، کتاب احاديث الانبياء، باب وفاة موسى، وذكره بعد)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے مقام کے بارے میں بھی مورخین کا اختلاف ہے، اور اس بارے میں کئی اقوال ہیں، واللہ اعلم۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ثم أورد المصنف حديث أبي هريرة: أرسل ملك الموت إلى موسى . . . الحديث بطوله من طريق معمر، عن ابن طاوس، عن أبيه عنه، ولم يذكر فيه الرفع، وقد ساقه في أحاديث الأنبياء من هذا الوجه ثم قال: وعن معمر، عن همام بن منبه، عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه، وقد ساقه مسلم من طريق معمر بالسندين كذلك .وقوله فيه: رمية بحجر؛ أي قدر رمية حجر، أي أدنني من مكان إلى الأرض المقدسة هذا القدر، أو أدنني إليها حتى يكون بيني وبينها هذا القدر، وهذا الثاني أظهر، وعليه شرح ابن بطال وغيره .وأما الأول فهو وإن رجحه بعضهم فليس بجيد، إذ لو كان كذلك لطلب الدنو أكثر من ذلك، ويحتمل أن يكون القدر الذي كان بينه وبين أول الأرض المقدسة كان قدر رمية، فلذلك طلبها، لكن حكى ابن بطال عن غيره أن الحكمة في أنه لم يطلب دخولها ليعمى موضع قبره لئلا تعبده الجهال من ملته .انتهى(فتح الباري لابنِ حجر، ج٣ص٢٠٧، كتاب الجنائز، باب من أحب الدفن في الأرض المقدسة أو نحوها)

[1] وفي (المرآة) اختلفوا في موضع قبر موسى، عليه الصلاة والسلام، على أقوال.

أحدها: أنه بأرض التيه، هو وهارون، عليهما الصلاة والسلام، ولم يدخل الأرض المقدسة إلا رمية حجر، رواه الضحاك عن ابن عباس، رضي الله تعالى عنهما، وقال: لا يعرف قبره، ورسول الله، صلى الله عليه وسلم، أبهم ذلك بقوله: (إلى جانب الطريق عند الكثيب الأحمر) ، ولو أراد بيانه لبين صريحا .وقال ابن عباس: لو علمت اليهود قبر موسى وهارون لاتخذوهما ال هين من دون الله تعالى، وقال ابن إسحاق: لم يطلع على قبر موسى، عليه الصلاة والسلام إلا الرخمة، وهي التي أطلعت على قبر هارون لما دفن في التيه، فنزع الله تعالى عقلها لئلا تدل عليه، ومعنى عقلها: إلهامها.

الثاني: أنه بباب لد بالبيت المقدس، وقال الطبري: هو الصحيح .قلت: كيف يكون هو الصحيح، وقد قال ابن عباس ووهب وعامة العلماء: إنه بأرض التيه.

الثالث: أن قبره ما بين عالية وعويلة، ذكره الحافظ أبو القاسم في (تاريخ دمشق) فقال، وروى: أن قبر موسى بين عالية وعويلة وهما محلتان عند مسجد القدم، ويقال: إن قبره رئي في المنام فيها .قال: والأصح أنه بتيه بني إسرائيل.

الرابع: أن قبره بواد في أرض مآب بين بصرى والبلقاء.

الخامس: أن قبره بدمشق، ذكره الحافظ أبو القاسم عن كعب الأحبار، وذكر ابن حبان في (صحيحه) أن قبر موسى بمدين بين المدينة وبين المقدس واعترض عليه الضياء محمد بن عبد الواحد في كتابه (علل الأحاديث) بأن مدين ليست قريبة من القدس ولا من الأرض المقدسة، وقد اشتهر أن قبره بأريحا وهي من الأرض المقدسة مرار، ويقال: إنه قبر موسى صلى الله عليه وسلم وعنده كثيب أحمر، كما في الحديث، وطريق، والدعاء عنده مستجاب(عمدة القاري للعيني، ج٨ص ١٤٩، ١٥٠، كتاب الجنائز، باب من أحب الدفن في الأرض المقدسة أو نحوها)

www.idaraghufran.org

طب وصحت

حکیم مفتی محمد ناصر

لُولگنا(Sun Stroke)اور سر چکرانا

گرم ممالک میں جہاں کہ گرمی زیادہ پڑتی ہے، اکثر گرمیوں کے موسم میں ہوا کے اندر ایک زہریلا اثر پیدا ہوجاتا ہے، جوانسانی جسم میں سرایت کرتا ہے،اورخون میں ایک قسم کا جوش پیدا ہوکر تکلیف کا باعث ہوتا ہے،اس کو عام زبان میں لُو لگنا کہا جاتا ہے۔

جب کسی شخص کو لُو لگ جائے،تو ایسی صورت میں مختلف طرح کی علامات ظاہر ہوسکتی ہیں، مثلاً سر میں درد ہونا، بخار ہونا، چکر آنا۔

لُو لگے ہوئے شخص پر جس طرح کی علامات ظاہر ہوں،اسی کے مطابق علاج کیا جاتا ہے۔

اسباب: گرمی کی شدت اور سورج کی تیزی سے اور دھوپ یا میدان میں چلنے پھرنے سے اور گرمی کے موسم میں سیاہ رنگ کا کپڑا پہننے سے یا گرمی کے موسم میں محنت کی کثرت سے لُو لگنے کی شکایت پیدا ہوجاتی ہے، دھوپ میں ننگے سر پھرنے اور گُدی کی ہڈی یعنی حرام مغز پر براہِ راست دھوپ پڑنے سے بھی لُو لگ جاتی ہے، ایسی حالت میں پہلے سر کا درد شروع ہوتا ہے، پھر فوراً ہی سخت بخار آجاتا ہے، پیشاب بار بار یا کم مقدار میں زردی مائل سرخ رنگ کا آتا ہے۔

مزاج: لُو لگے ہوئے مریض کا مزاج شدید گرم خشک ہوتا ہے۔

علامات: ایسے مریض کو پیاس کا غلبہ ہوتا ہے، اور آنکھوں کی رنگت سرخ ہوجاتی ہے، بعض لوگ لُو لگنے اور گرمی کی شدت کو برداشت نہ کرنے کی وجہ سے بے ہوش ہوجاتے ہیں، بعض اوقات تمام جسم پسینہ پسینہ ہوجاتا ہے، کبھی اُبکائیاں بھی آتی ہیں، ایسے بے ہوش آدمی کو فوراً ٹھنڈی اور ہوادار جگہ پر لٹادینا چاہئے، چہرے پر سرد پانی کے چھینٹے ماریں، بعض اوقات گرمی کی شدت کی وجہ سے سر کا درد بہت تیز ہوجاتا ہے، اگر ایسا ہوجائے، تو خدانخواستہ مریض کی فوراً ہلاکت کا خدشہ ہوتا ہے، اسی وجہ سے بڑے بوڑھے ہدایت کرتے ہیں کہ گرمیوں میں لُو والے موسم میں باہر نکلتے ہوئے کپڑا، یا رومال وغیرہ کے ذریعہ سَر ڈھانپ لینا چاہئے۔

www.idaraghufran.org

علاج: لُو لگے ہوئے مریض کی حالت پر غور کرنا چاہیئے، اگر مریض کو بخار نہیں ہے، صرف سَر میں درد ہے، تو ایسے مریض کا غذائی علاج یہ ہے کہ ایسے مریض کو دودھ سوڈا کثرت سے پلایا جائے، اس کے علاوہ اسکنجبین (یعنی لیموں، نمک اور چینی سے میٹھا کردہ ٹھنڈا پانی) پلائیں، یا سیون اپ میں لیموں نچوڑ کر پلائیں، مریض کو تربوز کھلائیں، مریض کے ماتھے پر پانی کی پٹیاں رکھیں، مریض کو ٹھنڈے ماحول میں رکھیں، برف والے پانی سے مریض کے پاؤں کو ٹھنڈا کریں، مریض کو سبز یا ہلکے آسمانی رنگ کے کپڑے پہنانا اور اگر مریض سونا چاہے، تو اسے سلا دینا بھی ایسی حالت میں فائدہ مند ہوتا ہے۔

پرہیز: گرم چیزوں کے کھانے پینے سے، اور گرم مقام میں رہنے سے، یا دھوپ میں اور کُھلے میدان میں گرمی کے وقت چلنے پھرنے سے احتیاط کرنی چاہیئے۔

غذائیں: جب مریض کے حواس کچھ قائم ہوجائیں تو مریض کو جلد ہضم ہونے والی غذائیں مثلاً دودھ، ڈبل روٹی، مونگ کی کھچڑی، یا گیہوں کا دلیہ وغیرہ دینا چاہیئے، نیز مریض کو میٹھے انار کا شربت یا سیب کا جوس پلائیں، پھلوں میں اپیچی ٹھنڈی کر کے مریض کو خوب کھلائیں، اس کے علاوہ تربوز کا شربت (یعنی گرمی کے موسم کا نہایت اعلیٰ اور سستا مشروب پلائیں، جس کا طریقہ یہ ہے کہ تازہ تربوز لے کر اس کا گودہ نکال لیں، بیجوں سمیت بلینڈر سے شیک کریں، برف اور چینی حسبِ ضرورت ڈال لیں، اور چھلنی سے چھان کر مریض کو) پلائیں، کھانوں میں کدو جس قسم کا بھی ہو، ہلکی سیاہ مرچ ڈال کر مریض کو کھانے کی ہدایت کریں، سلاد میں مریض کو کھیرا کھانے کی ہدایت کریں، اس کے علاوہ دودھ چاول، دودھ والی سویاں، دودھ سوڈا (یعنی دودھ میں سیون اپ ملا کر) پلائیں، نیز املی آلو بخارے کا شربت، صندل کا شربت، بنفشہ کا شربت، بزوری کا شربت، تخمِ بالنگو (تخمِ ملنگا) یہ تمام شربت لُو لگے ہوئے مریض کے لئے فائدہ مند ہیں۔ حفظِ ماتقدم کے طور پر گرمیوں اور لُو کے موسم میں آم کی کیری کی چٹنی پودینہ ڈال کر، اور پیاز دہی چھاچھ وغیرہ کبھی کبھار استعمال میں رکھنا لُو کے زہریلے اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ دماغی طاقت کے لئے بادام سات عدد، مغز کدو 6 گرام، تخمِ خشخاش 3 گرام، گندم کے دانے 20 گرام، رات کے وقت پانی میں بھگو کر رکھ دیں، ﴿بقیہ صفحہ ۵۹ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اخبارِ ادارہ

مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

❑...... 3 / ذی الحجہ، بروز ہفتہ جناب عبید الرحمٰن صاحب ابنِ صوفی دین محمد صاحب (مرتب کتاب: شریعت وطریقت، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ) کا انتقال ہوا، حضرت مفتی صاحب، مدیر نے مرحوم کا جنازہ پڑھایا، مرحوم کا حضرت مفتی صاحب مدیر سے قدیم، دیرینہ تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرتِ کاملہ فرمائے، اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

❑...... 10 / ذی الحجہ، بروز پیر، مسجدِ غفران میں عیدالاضحیٰ 1446ھ کی نماز، صبح 05:30 بجے ادا کی گئی اور مسجد نسیم میں 5:20 پر عیدُ الاضحیٰ کی نماز ادا کی گئی۔

❑......گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی ادارہ غفران کے زیرِ انتظام اجتماعی قربانیوں کا انتظام کیا گیا، مجموعی طور پر کل 140 بڑے جانور، اور 11 بکرے ذبح ہوئے، اجتماعی قربانیوں کے ذبیحے کا عمل روات کے علاقہ میں قائم ہونے والی ادارہ کی شاخ میں کیا گیا، شرکاء ادارہ سے، اور روات سے اپنے حصوں کا گوشت لے جاتے رہے۔

❑...... 9 / ذی الحجہ، بروز جمعہ سے 23 / ذی الحجہ، بروز جمعہ تک ادارہ کے تمام تعلیمی شعبہ جات میں عیدُ الاضحیٰ کی تعطیلات رہیں، اور 24 / ذی الحجہ بروز ہفتہ سے تمام تعلیمی شعبہ جات میں تعلیمی سلسلوں کا آغاز ہوا۔

❑......افرادِ عملہ اجتماعی قربانی کی خدمات سے فراغت پر 12 / ذی الحجہ بروز پیر سے 23 / ذی الحجہ تک تعطیلات میں رخصت پر تشریف لے گئے۔

❑...... 13 / ذی الحجہ، بروز منگل، مولانا عبدالجبار صاحب (ڈیرہ غازی خان) سے اپنے بعض احباب کے ساتھ، مفتی صاحب مدیر سے ملاقات کے لئے ادارہ غفران تشریف لائے، رات قیام کر کے اگلے دن بروز بدھ واپس تشریف لے گئے۔

❑......تعمیرِ پاکستان سکول میں گرمیوں کی چھٹیوں کا کام دے کر 29 / مئی تا 14 / اگست بروز جمعرات تک گرمیوں کی تعطیلات کا آغاز ہوگیا۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۵۸ ''لُو لگنا (Sun Stroke) اور سر چکرانا ''﴾

صبح کو باداموں کو چھیلنے کے بعد ان سب چیزوں کو ایک پاؤ دودھ میں پیس کر چھان لیں، اور 2 چمچ دیسی گھی اور 3 لونگیں دیگچی میں ڈال کر چولھے پر چڑھائیں، جب لونگیں سرخ ہوجائیں، تو یہی بگھار دیں، اور دو تین جوش آنے کے بعد آگ سے نیچے اُتار کر میٹھا کر کے پی لیں، دماغی طاقت کے لئے بہت مفید نسخہ ہے۔

www.idaraghufran.org